عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۲۴ تا ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۴۵

مروّجہ شادیاں

قرآن وسُنّت کی روشنی میں

مذہبی آزادی اور رواداری

مریض کی عیادت

جھوٹے مُدعی نبوّت اور عقیدۂ ختمِ نبوّت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

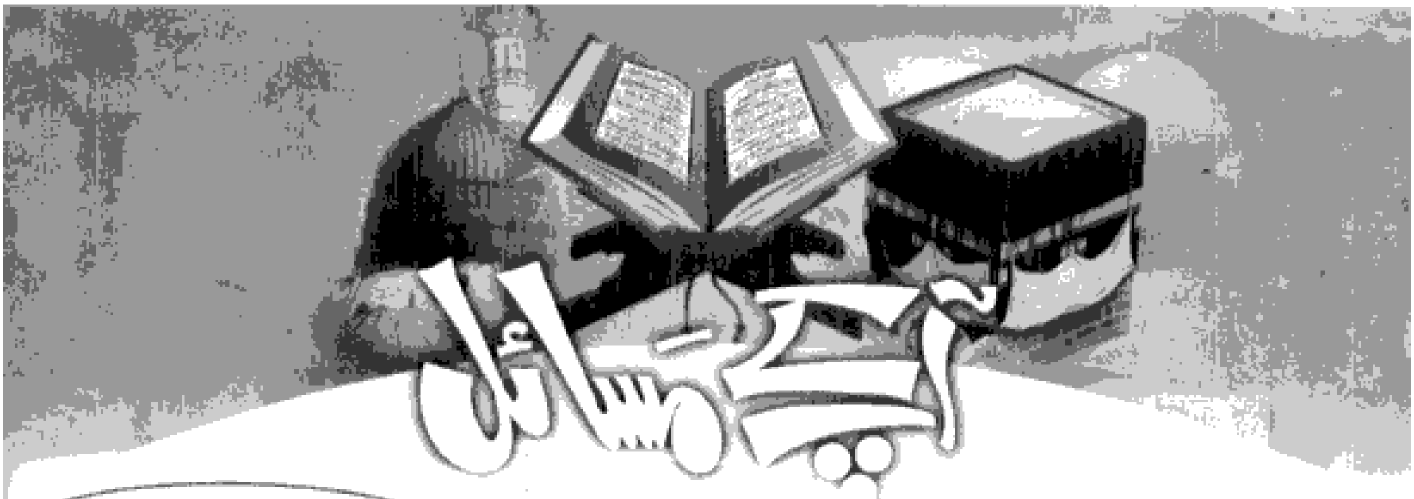

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

سالی، بہنوئی غیر محرم ہیں

یاسمین خالد، کراچی

س:...... میری بہن جو کہ نماز، تسبیح، تلاوت اور تہجد تک کی پابندی کرتی ہے، مگر اپنے بہنوئی سے بالکل پردہ نہیں کرتی۔ ہنسی، مذاق، قریب بیٹھنا، سب کچھ والدین اور بہن بھائیوں کے سامنے کرتی ہے حتیٰ کہ کبھی کبھار اپنے بہنوئی کے ناخن بھی کاٹتی ہے، میں نے منع کیا کہ تم ماشاء اللہ اتنی عبادت کرتی ہو مگر بہنوئی سے فری ہوکر اپنی ساری عبادت کو ضائع کرتی ہو، تو محترمہ فرماتی ہیں کہ عزت اور قدر دل سے ہوتی ہے اور ان کے کام کرنا مثلاً ناخن تراش دینا یا سر میں تیل لگادینا یہ تو خدمت ہے، اس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث کے حوالے سے مفصل جواب عنایت فرمائیں تاکہ میری بہن کے ساتھ اور بھی بہت سی بہنوں کی اصلاح ہوسکے۔

ج:...... بہنوئی غیر محرم ہے، اور شرعاً تمام غیر محارم سے پردہ ہے، اس لئے ان موصوفہ کا اپنے بہنوئی سے پردہ نہ کرنا غلط ہے، چلئے اگر مان لیں کہ چونکہ بعض حضرات فتنہ کا اندیشہ نہ ہونے کی صورت میں چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، اس لئے وہ صاحبہ بھی اسی کی قائل ہیں اور کھلے چہرے کے ساتھ اپنے بہنوئی کے سامنے آتی ہیں، تو سوال یہ ہے کہ بہنوئی سے بے تکلفی، ہنسی، مذاق اس کے قریب بیٹھنا اس کے جسم کو ہاتھ لگانا حتیٰ کہ اس کے ناخن وغیرہ کاٹنا، کیونکر جائز ہے؟ لہٰذا ان صاحبہ کو شرعی حدود کا پاس کرتے ہوئے ان امور سے احتراز واجتناب کرنا چاہئے، عین ممکن ہے کہ ان کی یہ بے تکلفی اور ہنسی مذاق، قریب بیٹھنا اور اس کے ناخن کاٹنا وغیرہ ان کو کسی فتنہ میں مبتلا نہ کردے۔ نفس اور شیطان کا کچھ پتہ نہیں کہ کب کس کو کسی گناہ میں مبتلا کرکے اس کی دنیا وآخرت اور ایمان واعمال برباد نہ کردے۔ چونکہ سالی، بہنوئی کے جوان ہونے کی صورت میں ہر وقت فتنہ کا اندیشہ ہے، اس لئے ان کو ایک دوسرے سے حجاب میں رہنا چاہئے۔ ہاں اس کی بہرحال اجازت ہے کہ بڑی چادر یا دوپٹہ اوڑھ کر اور منہ پر حجاب لٹکا کر ضروری بات چیت کرسکتے ہیں، مگر اس طرح کہ وہ ایک الگ مکان میں اس طرح نہ ہوں کہ تہمت اور فتنہ کا اندیشہ ہو، لہٰذا ہنسی، مذاق، بے تکلفی اور بے محابہ میل جول بہرحال خطرناک اور ناجائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باپردہ چند لڑکیوں کا رکشہ میں سفر

صبا شیخ، شکارپور

س:...... ہم دو دوستیں کالج میں پڑھ رہی ہیں، تقریباً روزانہ کالج جاتی ہیں، کالج کا فاصلہ زیادہ نہیں مگر پھر بھی ہم رکشہ سے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا اس طرح رکشے میں جانا خدانخواستہ شریعت کے خلاف تو نہیں؟ جبکہ ہم باپردہ ہوکر جاتے ہیں اور رکشہ والا بھی نہایت شریف انسان ہے اور کیا حصول تعلیم کے لئے مسلمان لڑکیاں کالج یا یونیورسٹی میں پڑھیں جو کہ مخلوط نہ ہوں، صرف خواتین کے لئے مخصوص ہوں کیا اس میں تعلیم حاصل کرنے میں کوئی قباحت تو نہیں؟

ج:...... اگر آپ باپردہ اور کئی لڑکیاں مل کر ایک رکشہ میں اسکول وکالج جاتی ہیں اور سفر بھی زیادہ نہیں ہے اور رکشہ والا بھی شریف انسان ہے اور کالج بھی خواتین کے لئے مخصوص ہے تو آپ کا تعلیم حاصل کرنا، رکشہ میں جانا جائز ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

س:...... اگر کسی کو یاد نہ ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوچکی ہیں، یعنی سال یاد نہ ہو تو پھر قضا نماز کی ادائیگی کیسے کی جائے گی؟

ج:...... بس اندازہ کرلیں کہ بلوغت کے بعد سے اب تک اتنے سالوں کی نمازیں قضا ہوئی ہیں اور ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کیا کریں اور نیت یہ کیا کریں کہ قضا ظہر اول، عصر اول، مغرب اول، عشاء اول اور فجر اول جب اندازہ لگایا گیا عرصہ پورا ہوجائے تو آپ کی قضا نمازیں پوری ہوگئیں۔

س:...... اگر مرد حضرات کو جنت میں حوریں ملیں گی تو نیک خواتین کو جنت میں کیا ملے گا؟

ج:...... خواتین کو دنیا کے مرد، ان کے آئیڈیل بنا کردیئے جائیں گے۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری   صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی   مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹   ۲۴تا۳۰ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۰ء   شمارہ:۴۵

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلام اور انسانی حقوق	۵	اداریہ
مذہبی آزادی اور رواداری	۷	ریحان اختر
جھوٹے مدعیان نبوت اور عقیدہ ختم نبوت	۱۰	ضبط تحریر: محمد ہشام
مروجہ شادیاں	۱۳	مفتی بشیر احمد سہارنپوری
مریض کی عیادت...	۱۵	بشریٰ امام الدین
ورزش... بڑھاپا روکنے کی اہم تدبیر	۱۷	عمران حفیظ و سید شاہ عالم
پارلیمان، غیر مسلم قائم مقام صدر بنے...	۱۹	حشمت حبیب ایڈووکیٹ
حرام مال کے اثرات	۲۱	مولانا محمد خالد غازی پوری
چار روزہ رد قادیانیت کورس	۲۳	رپورٹ: محمد قاسم احمد
توہین انبیاء اور مرزا غلام احمد قادیانی	۲۴	مولانا مفتی محمد اکرم بستوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35, Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری   مطبع: القادر پرنٹنگ پریس   طابع: سید شاہد حسین   مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

صحابہ کرامؓ کے زہد کا بیان

شماتت کی سزا

''حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی نہ کرو، ورنہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادیں اور تجھ کو مبتلا کردیں۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۳)

کسی کی مصیبت پر خوش ہونے کو ''شماتت'' کہتے ہیں۔ عام طور سے آدمی میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ جس شخص سے بغض وعداوت یا کدورت ہو، اس پر اگر کوئی افتاد پڑے یا وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے تو آدمی ایک گونہ خوشی محسوس کرتا ہے، اور بعض لوگ تو اس خوشی کا برملا اظہار بھی شروع کردیتے ہیں، بلکہ بعض ایسے لوگ جو دین داری کے پندار اور عُجب میں مبتلا ہوں، دُشمن کی مصیبت کو اپنی کرامت کے طور پر پیش کرتے ہیں، اس حدیث پاک میں اس مرض کی اصلاح فرمائی گئی ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش ہوتا ہے اسے اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ اس مبتلائے مصیبت کو تو عافیت عطا فرمادیں، اور اس شخص کو اس مصیبت میں مبتلا کردیں۔

ایک مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا غم خوار ہو، ہمدرد ہو، اس کو خدانخواستہ کسی تکلیف یا مصیبت میں دیکھے تو پریشان ہوجائے اور اس کے ازالے کی ہرممکن کوشش کرے، اور کچھ نہیں کرسکتا تو اخلاص ودل سوزی کے ساتھ دُعا سے تو دریغ نہ کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ، وَاِنِ اشْتَکٰی رَأْسُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ۔''

(رواہ مسلم عن نعمان بن بشیر، مشکوٰۃ ص:۴۲۲)

ترجمہ: ''اہلِ ایمان کی مثال ایک آدمی کے وجود کی ہے کہ اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو پورے وجود میں تکلیف ہوتی ہے، اور اگر سر میں تکلیف ہو تو پورے وجود میں تکلیف ہوتی ہے۔''

دُوسری حدیث میں ہے:

''تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِہِمْ وَتَوَادِّہِمْ وَتَعَاطُفِہِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّہَرِ وَالْحُمّٰی۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔'' (مشکوٰۃ ص:۴۲۲)

ترجمہ: ''تم اہلِ ایمان کو دیکھتے ہو کہ وہ باہمی رحمت اور محبت وشفقت میں جسدِ واحد کی طرح ہیں کہ جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی اعضاء بھی بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔''

اس کے برعکس کسی مسلمان کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر خوش ہونا، یہ کسی مسلمان کی شان نہیں، بلکہ یہ منافقین کا شیوہ تھا کہ وہ مسلمانوں کی خوشی سے رنجیدہ ہوتے اور حسد کی وجہ سے جل بھن جاتے، اور مسلمانوں کی تکلیف سے خوش ہوتے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

''اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَۃٌ تَسُؤْہُمْ وَاِنْ تُصِبْکُمْ سَیِّئَۃٌ یَّفْرَحُوْا بِہَا۔'' (آل عمران:۱۲۰)

ترجمہ: ''اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان (منافقوں) کے لئے موجبِ رنج ہوتی ہے، اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔''

کسی کی نقل اُتارنا

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کی نقل اُتاروں، خواہ مجھے اتنا اتنا خزانہ بھی مل جائے۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۳)

کسی کی نقل اُتارنا عموماً اس کی تحقیر یا اس کے کسی عیب کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، اور کسی مسلمان کی تحقیر اور اس کی عیب جوئی کا بُرا ہونا واضح ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی نقل اُتارنے سے نفرت تھی۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی آدمی کی نقل اُتاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے اس سے خوشی نہیں ہوگی کہ میں کسی کی نقل اُتاروں خواہ مجھے اتنا اتنا خزانہ مل جائے۔ (ترمذی ج:۲ ص:۷۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ایک بار عرض کیا: یا رسول اللہ! صفیہ تو اتنی سی عورت ہے، ہاتھ کے اشارے سے ان کا پستہ قد ہونا ظاہر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تو نے ایسی بات ملادی کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں ملادی جائے تو وہ بھی متغیر ہوجائے۔''

بسا اوقات آدمی بے خیالی میں کسی کی نقل اُتارتا ہے اور اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی ناجائز یا نامناسب کام کر رہا ہے، اس حدیث میں اس کی اصلاح فرمائی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ کے اشارے سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا پستہ قد ہونا ظاہر کیا، ان کے خیال میں یہ کوئی نامناسب فعل نہیں تھا، کیونکہ بظاہر ایک واقعے کا اظہار تھا، لیکن چونکہ اس سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تحقیر لازم آتی تھی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قباحت وشناعت بیان فرمائی۔

☆☆......☆☆

اداریہ

اسلام اور انسانی حقوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

انسانی حقوق کی تعیین وتشریح کے سلسلے میں اسلام کو بہت سے ایسے امتیازات حاصل ہیں، جن میں دنیا کا کوئی دین ومذہب اور کوئی دستور وقانون اس سے چشم نمائی نہیں کرسکتا، اس کا پہلا امتیاز تو یہ ہے کہ اس نے انسانی حقوق کا دائرہ اس قدر وسیع رکھا ہے کہ پوری زندگی اس کے احاطہ میں آجاتی ہے، والدین کے حقوق، بیوی کے حقوق، عزیز واقرباً کے حقوق، پڑوسیوں ہمسائیوں کے حقوق، دوست احباب کے حقوق، راعی، رعایا اور حاکم، محکوم کے حقوق، فرد اور ریاست کے حقوق، مزدوروں کے حقوق، نادار اور ضعفاً کے حقوق، عام مسلمانوں کے حقوق، عام انسانوں کے حقوق، وغیرہ وغیرہ۔

اسلام نے صرف انسانی حقوق ہی کا دائرہ وسیع نہیں کیا، بلکہ چوپایوں اور حیوانات تک کے حقوق سے بھی آگاہ کیا ہے.... اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اسلام نام ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کا ہے۔

اسلام کا دوسرا امتیاز یہ ہے کہ اس نے انسانی افراد کو حق طلبی کا خوگر نہیں بنایا بلکہ ادائے حقوق کی تلقین فرمائی ہے، آج کے نام نہاد مہذب معاشرے کا سب سے بڑا بگاڑ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق کی فہرست لئے پھرتا ہے اور ہر روا و ناروا طریقہ سے ان کا مطالبہ کرتا ہے، لیکن اس کے ذمہ لوگوں کے جو حقوق واجب ہیں ان کی ادائیگی سے بے فکر ہے، جب معاشرے کا ہر فرد حق مانگنے والا بن جائے اور حق ادا کرنے والا کوئی نہ رہے تو اس کا نتیجہ وہی شر وفساد ہوگا جو آج کی دنیا میں رونما ہے۔ اسلام ہر فرد کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تمہارے ذمہ جو حقوق ہیں ان کے ادا کرنے کا اہتمام کرو، اس لئے کہ فردائے قیامت تم سے ان کی باز پرس ہوگی، اسلام مردوں کو بتاتا ہے کہ ان کے ذمہ عورتوں کے کیا حقوق ہیں، عورتوں کو نہیں اکساتا کہ تم حقوق کا پلندہ لے کر سڑکوں پر نکل آؤ، عورتوں کو یہ جتایا ہے کہ ان کے شوہروں کے ان کے ذمہ کیا حقوق ہیں، مردوں سے یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے حقوق کے مطالبہ کے لئے کھڑے ہوجاؤ، اور گھر میں کسی کا جینا دوبھر کردو، اسلام آجروں کو تلقین کرتا ہے کہ اجیر کا حق اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو، مگر اجیروں کو یہ کہہ کر نہیں ابھارتا کہ تم کام چھوڑ کر بستر اٹھالو، خلاصہ یہ کہ اسلام ہر شخص کو یہ تلقین کرتا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کے ذمہ کیا کیا حقوق ہیں؟ اور یہ کہ کیا وہ ان حقوق کو ٹھیک ٹھیک منشائے خداوندی کے مطابق ادا کررہا ہے؟ اس طرح اسلام پوری قوم اور پورے معاشرے کو سو فیصد حقوق ادا کرنے والا دیکھنا چاہتا ہے، اور یہ بات اسلام کے مزاج اور اس کی تعلیمات کے یکسر خلاف ہے کہ حقوق کی مانگ تو ہر شخص کی طرف سے ہو لیکن حقوق کی سو فیصد ادائیگی کسی ایک فرد کی طرف سے بھی نہ ہورہی ہو... آج مسلم معاشروں میں جو افراتفری اور بدامنی وفساد پایا جاتا ہے وہ اسلام کے اس مزاج سے انحراف کا نتیجہ ہے۔

اسلام کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ حقوق وفرائض کے سلسلہ میں وہ صرف قانون کا استعمال نہیں کرتا، بلکہ انسان میں ادائے حق کا ایک ایسا شعور اور

ذمہ داری کی ایک ایسی حس بیدار کرتا ہے کہ آدمی محض قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی رضا جوئی، اس کی ناراضگی کے خوف اور محاسبۂ آخرت کے اندیشہ سے وہ اپنے ذمہ کے حقوق کو ٹھیک ٹھیک ادا کرے، اسلام بتاتا ہے کہ اگر دنیا میں کسی نے کسی کی حق تلفی کی تو قیامت کے دن اس سے ایک ایک ذرہ کا معاوضہ دلایا جائے گا، یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ بکری کے دنیا میں سینگ مارا تھا تو قیامت کے دن دونوں کو زندہ کر کے بے سینگ بکری کا بدلہ دلایا جائے گا، جب بے شعور حیوانوں تک کے درمیان یہاں تک انصاف ہوگا تو جن انسانوں نے عقل وشعور کے باوجود لوگوں کے حقوق سلب کئے ان کا کیا حال ہوگا؟

الغرض اسلام اپنی پاکیزہ تعلیم کے ذریعہ انسانی حقوق کا اس قدر تحفظ کرتا ہے کہ بعض صورتوں میں انہیں حقوق اللہ سے بھی زیادہ سنگین قرار دیتا ہے، اور اہل اسلام میں ایسی حس پیدا کرنا چاہتا ہے کہ کسی کی حق تلفی کی انہیں کبھی جرأت نہ ہو اور اگر خدانخواستہ کسی سے کسی کی حق تلفی ہو ہی جائے تو جب تک اس کی مکافات نہ کرلے، اسے کسی کروٹ چین نہ آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ حضرات، جنہیں ہم صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں سو فیصد انسانی حقوق کے نگہبان اور ان کے ادا کرنے والے تھے، اس لئے ان کے زمانہ سعادت میں امن وسکون کا جو نظارہ چشم فلک نے دیکھا انسانی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور آج کی مہذب دنیا میں اگر مسلمان حقوق وفرائض میں تساہل سے کام لیتے ہیں تو یہ تہذیب فرنگ اور یہود ونصاریٰ کی نقالی کا اثر ہے، اس ملعون تہذیب کے نتیجے میں جب سے مذہب کی گرفت ڈھیلی ہوئی ہے، مسلمان بھی اسی شقاق ونفاق اور بددیانتی وحق تلفی کو ہنر سمجھنے لگے ہیں جو بے خدا اور ملعون ومغضوب قوموں کا شعار ہے، اس لئے ضرورت ''اسلام اور انسانی حقوق'' پر مقالے پڑھنے اور جلسے منعقد کرنے کی نہیں بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان عملی طور پر اپنے مذہب کا نمونہ پیش کریں اور یہود ونصاریٰ کی تقلید سے آزاد ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو راہبر بنائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروری اطلاع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کا ''خواجہ خواجگان نمبر'' شائع ہوگیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تالیف ''تذکرہ خواجہ خواجگان'' بھی چھپ گئی ہے۔ دونوں کتب اپنے قریبی دفتر ختم نبوت سے طلب فرمائیں یا براہ راست مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان اور دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

رعایتی قیمت: ''خواجہ خواجگان نمبر'' 350 روپے

رعایتی قیمت: ''تذکرہ خواجہ خواجگان'' 100 روپے

(علاوہ ڈاک خرچ)

برائے رابطہ ملتان: 061-4783486 برائے رابطہ کراچی: 021-32780337

مذہبی آزادی اور رواداری

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

اسلام ایک استدلالی وعقلی اور مبرہن و مدلل مذہب ہے۔ جسے مالک الملک نے ایک اصول و ضابطے کی شکل میں کائنات انسانی میں بسنے والے لوگوں کے لئے طے کرکے دنیا میں اتار دیا ہے۔ یہ انسان کے لئے زندگی کے تمام تر شعبہ جات میں اس کی مکمل راہنمائی کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا، اس کی تبلیغ ودعوت کے اصول حکمت ودانشمندی، وعظ وتلقین اور بحث ومباحثہ پر قائم ہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر جو صحیفہ ربانی نازل ہوا، اس نے سب سے پہلے عقل انسانی کو مخاطب کیا اور غور وفکر، فہم وتدبر کی دعوت دی کہ اسلام اپنی کسی بھی تعلیم کو لوگوں پر زبردستی نہیں تھوپتا ہے بلکہ وہ لوگوں کو غور وفکر کا موقع فراہم کرتا ہے۔ حق و باطل کے امتیاز کو واضح کرتا ہے، ضلالت وگمراہی اور نجات وفلاح کے راستے سے لوگوں کو روشناس کراتا ہے پھر یہ کہ جو مذہب اپنی ترویج واشاعت کے لئے دعوت وتبلیغ، ارشاد وتلقین کا راستہ اختیار کرنے اور سوچنے سمجھنے کا لوگوں سے مطالبہ کرتا ہو، وہ بھلا کیوں کسی مذہب کے پیروکاروں کو جبر واکراہ کے ذریعہ اپنے مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کرے گا، اور زور زبردستی اختیار کرے گا۔ متعصبین اور معاندین اسلام اس کی اشاعت کو فتوحات اور ملکی محاربات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے ان کی زبان نہیں تھک رہی ہے کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ اسلام نے اپنی ذاتی خوبیوں اور محاسن سے لوگوں کو اپنا مطیع فرمان نہیں بنایا بلکہ اپنی طاقت وقوت سے، جبر واکراہ کے ذریعہ دین اسلام کا قلادہ ان کی گردن میں ڈال دیا ہے اور اسی جبر واکراہ نے امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ رضا ورغبت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے، لیکن ہم تعلیمات اسلام کی روشنی میں اس قسم کی مسموم ذہنیت رکھنے والوں کے باطل خیالات کو پرکھیں گے کہ قرآنی آیات اور تعلیمات نبوی میں مذہبی آزادی کے سلسلہ میں کیا احکام وتعلیمات موجود ہیں اور اسلام کے ماننے والے ان تعلیمات پر کتنا عمل پیرا ہوئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کو طویل معرکہ آرائیوں سے سابقہ پڑا ہے، ان کے یہ

ریحان اختر، انڈیا

محاربات جارحانہ ہوں یا مدافعانہ، فتوحات ملکی کے لئے ہوں یا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے، ان تمام محاربات وفتوحات کا مقصد اور حاصل یہ نہ تھا کہ کسی کو بزور شمشیر اور حکومت واقتدار کے بل بوتے پر مسلمان بنایا جائے اسلام نے تو صرف اور صرف اپنی خوبیوں اور محاسن سے عالم میں رسوخ اور مقبولیت حاصل کی ہے۔ اس نے جس تیزی کے ساتھ اقوام وملل کے اذہان وقلوب کو مسخر کیا اس طرح کی نظیر دوسرے مذاہب میں دیکھنے کو نہیں ملتی ہے۔ یہ بات کہ اسلام میں کوئی زور و زبردستی نہیں ہے، اس کو ثابت کرنے کے لئے شریعت اسلام کے اصول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وخصائل اخلاق حمیدہ وطریقہ تعلیم اور پھر آپؐ کے بعد آپ کے صحابہ کا طرز عمل یہ ساری چیزیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ شریعت اسلام نے بزور وتخویف کسی کو مسلمان بنانے کی سخت ممانعت کی ہے، قرآن کی متعدد آیات اس بات پر شاہد عدل ہیں۔

"لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللّٰہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا واللّٰہ سمیع علیم۔" (البقرہ:۲۶۵)

ترجمہ: "زبردستی نہیں ہے دین کے معاملہ میں، بے شک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے اب جب کوئی نہ مانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لائے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ جانتا اور سنتا ہے۔"

"افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔" (یونس:۹۹)

ترجمہ: "کیا تو زبردستی کرے گا لوگوں پر کہ ہو جائیں با ایمان۔"

"ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبوا اللّٰہ عدواً بغیر علم۔" (الانعام:۱۰۸)

ترجمہ: "اور تم لوگ بُرا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں، اللہ کے سوا بس وہ بُرا کہنے لگیں گے بڑھائے دشمنی بغیر جانے۔"

"ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا يزالون مختلفين الا من رحم ربک ولذلک خلقهم وتمت کلمة ربک لأملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين۔" (ھود:۱۱۸،۱۱۹)

ترجمہ: "اور اگر چاہتا تیرا رب تو بنا دیتا لوگوں کو ایک جماعت اور لوگ ہمیشہ باہم اختلاف کرتے رہیں گے مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھر دوں گا دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔"

"ولو شاء ربک لآمن من في الارض کلهم جميعاً افانت تکره الناس حتی يکونوا مؤمنين۔" (یونس:۹۹)

ترجمہ: "اور اگر تیرا رب چاہتا بے شک ایمان لے آتے جتنے لوگ کہ زمین میں ہیں سارے۔"

"ولو شاء الله ما اشرکوا" (الانعام:۱۰۷)

ترجمہ: "اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے۔"

"ان نشأ ننزل عليهم من السماء آية فظلت اعناقهم لها خاضعين۔" (الشعراء:۴)

ترجمہ: "اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر ہو جائیں ان کی گردنیں ان کے آگے نیچی۔"

"انک لا تهدي من احببت ولکن الله يهدي من يشاء وهو اعلم بالمهتدين۔" (القصص:۵۶)

ترجمہ: "تو راہ پر نہیں لا سکتا، جس کو تو چاہے لیکن اللہ راہ پر لاتا ہے، جس کو چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے، جو راہ پر آئیں گے۔"

"وما انت عليهم بجبار فذکر بالقرآن من يخاف وعيد۔" (ق:۴۵)

ترجمہ: "تو نہیں ہے ان پر زور کرنے والا سو تو سمجھا قرآن سے اس کو جو ڈرے میرے ڈرانے سے۔"

"فذکر انما انت مذکر لست عليهم بمصيطر۔" (الغاشیہ:۲۱،۲۲)

ترجمہ: "سو تو سمجھائے جا تیرا کام سمجھانا ہے تو نہیں ہے ان پر مسلط۔"

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کو ارادہ و اختیار کی آزادی دی ہے اور رد و قبول کے فیصلوں کو اس کے ہاتھوں سونپ دیا ہے۔ دین و مذاہب کے سلسلے میں وہ بالکل آزاد ہیں۔ چاہے تو قبول کرکے اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں اور چاہے تو انجام بد کے لئے تیار ہو جائیں، کیونکہ اسلامی ریاست کے ذریعہ ان پر زور زبردستی، طاقت و قوت اور جبر و اکراہ اور حکومت و اقتدار کا استعمال کرکے اپنا ہم مذہب بنانا ناجائز ہے۔ اسی لئے تمام انبیاء و رسل کو اللہ تعالیٰ نے پیغام رساں بنایا اور انہیں حکم دیا کہ صرف میرا پیغام حق ان تک پہنچا دو، تم پھر اپنے فرض منصبی سے آزاد ہو، تمہارا کام صرف پیغام رسانی کا ہے، وہ اپنے مذہبی رسم و رواج، دین و مذہب کے افعال و اعمال کی ادائیگی میں قطعی طور پر کسی کے پابند نہیں ہیں، حق و باطل کا فیصلہ تو ہم کریں گے:

لا اکراہ فی الدین کی آیت کے ذیل میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں:

"لا يتصور الا کراه في ان يومن احد اذ الاکراه الزام الغير فعلا لا يرضی به الفاعل واذا لا يتصور الا في افعال الجوارح واما الايمان فهو عقد القلب والانقياد لا يوجد بالاکراه۔" (تفسیر مظہری، ج:۱، ص:۳۸۰)

ترجمہ: "کسی کے ایمان قبول کرنے کے باب میں مجبور کرنے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ مجبور کرنے کا مطلب ہے کسی کے سر ایسا کام تھوپ دیا جس کو وہ ناپسند کرتا ہے، لہٰذا یہ چیز افعال و جوارح میں تو پائی جا سکتی ہے لیکن ایمان جو تصدیق قلبی اور انقیاد محض کا نام ہے دباؤ کے ساتھ نہیں پایا جا سکتا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر قرآن مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"اس اصل عظیم کا اعلان کہ دین و اعتقاد کے معاملے میں کسی طرح کا جبر و اکراہ جائز نہیں، دین کی راہ دل کے اعتقاد و یقین کی راہ ہے اور اعتقاد دعوت و موعظت سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ جبر و اکراہ سے۔ احکام جہاد کے بعد بھی یہ ذکر اس لئے کیا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ جنگ کی اجازت ظلم و تشدد کے انسداد کے لئے دی گئی ہے نہ کہ دین کی اشاعت کے لئے۔ دین کی اشاعت کا ذریعہ ایک ہی ہے اور وہ دعوت ہے۔" (مولانا ابوالکلام آزاد، ترجمان

(القرآن ص:۲۳۲، ج:۲)

اس میں کچھ تردد شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمانوں نے اس حکم خداوندی اور عہد نامۂ رسول کی پاسداری کی ہے بلکہ ان احکامات ومعاہدات کے مطیع وفرمانبردار بن کر رہے اور ان کا پورا پورا حق ادا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین نے مختلف اقوام وملل سے جو معاہدے کئے اور ان کے ساتھ جو صلح نامے تیار کئے ان میں ہمیں اسلام کی وسعت نظری کا اندازہ اور دریا دلی کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ غیر اقوام کے لوگوں نے بھی اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ اسلام کس طرح سے غیر مذاہب کے لوگوں کا ادب واحترام محفوظ رکھتا ہے انہیں کس طرح سے مذہبی آزادی، معاشرتی وتجارتی آزادی کی چھوٹ دیتا ہے۔ بطور مثال کچھ معاہدات وصلح نامہ حوالۂ قرطاس کئے جاتے ہیں، اہل نجران کی درخواست پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انہیں صلح نامہ لکھ کر دیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے:

”والنجران وحاشیتهم جوار الله وذمة محمد النبی صلی الله علیه وسلم علی انفسهم وملتهم، وارضهم واموالهم وغائبهم وشاهدهم وغیرهم وبعثهم وامثلتهم لا یغیر ما کانوا علیه ولا یغیر حق من حقوقهم۔“

(فتوح البلدان ص:۷۳)

ترجمہ: ”نجران کے عیسائیوں اور ان کے ہمسایوں کے لئے پناہ اللہ کی اور محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے، ان کے جانوں کے لئے۔ ان کے مذہب ان کی زمین، ان کے اموال، ان کے حاضر و غائب، ان کے اونٹوں ان کے قاصدوں اور ان کے مذہبی نشانات سب کے لئے جس حالات پر وہ اب تک ہیں اسی پر بحال رہیں گے۔ ان کے حقوق میں سے کوئی حق اور نشانات میں سے کوئی نشان نہ بدلا جائے گا۔“

حضرت عمرؓ نے اہل بیت المقدس کو جو صلح نامہ لکھ کر دیا تھا، اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

”اعطاهم امانا لا نفسهم واموالهم ولکنائسهم وصلبانهم وسقیمها وبریها وسائر ملتها انه لا یسکن کنائسهم ولا تهدم ولا ینتقص منها ولا من صلیبهم ولا من شیء من اموالهم ولا یکرهون علی دینهم ولا یضار احد عنهم۔“

(تاریخ طبری فتح المقدس، ج:۴، ص:۱۵۹)

ترجمہ: ”ان کو امان دی ان کی جان ومال اور ان کے کنیسوں اور صلیبوں اور ان کے تندرستوں اور بیماروں کے لئے یہ امان ایلیا کی ساری ملت کے لئے ہے۔ عہد کیا جاتا ہے کہ ان کے کنیسوں کو مسلمانوں کا مسکن نہ بنایا جائے گا اور نہ ہی ان کو منہدم کیا جائے گا۔ ان کے احاطوں اور ان کی عمارتوں میں کوئی کمی کی جائے گی، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے اموال میں سے کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائے گا، ان پر دین کے معاملے میں کوئی جبر نہ کیا جائے گا اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا۔“

۱۴ ہجری میں فتح دمشق کا واقعہ پیش آیا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس موقع سے جو امان نامہ لکھ کر اہل دمشق کو دیا، ان کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

”اعطاهم امانا علی انفسهم واموالهم وکنائسهم وسور مدینتهم لا یهدم ولا یسکن شیء عن دورهم۔“

(فتوح البلدان ص:۱۲۷، ۱۲۸)

ترجمہ: ”ان کا کوئی معبد اور کوئی گرجا گھر منہدم نہ کیا جائے گا، رات دن میں جس وقت چاہیں اپنے ناقوس بجائیں مگر اوقات نماز کا احترام ملحوظ رکھیں، ان کو حق ہوگا کہ اپنے ایام عید میں صلیب نکالیں۔“

اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ کیا اور ان کا کتنا پاس ولحاظ رکھا، اگر انہوں نے اسلامی ریاست میں رہنا قبول کرلیا اور ان سے عہد و پیمان ہوچکا تو، اب ان کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری قرار پائی، اب کسی طرح کی ظلم و زیادتی کا ان کو شکار نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ اس کا اندازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک سے ہوتا ہے:

”الا من ظلم معاهدا وانتقصه او کلفه فوق طاقته او اخذ منه شیئاً بغیر طیب نفس فانا حجیجه یوم القیامة۔“

(ابوداؤد، حدیث:۳۰۵۲)

ترجمہ: ”خبردار! جس کسی نے معاہد (غیر مسلم) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس کی استطاعت سے زیادہ اس سے کام لیا، اس کی رضا کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف جھگڑوں گا۔“

(القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:۸، ص:۱۱۵)

(جاری ہے)

جھوٹے مدعی نبوت اور عقیدۂ ختم نبوت

کچھ عرصہ قبل حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے دفتر ختم نبوت کراچی میں علما و طلباء سے خطاب فرمایا، جسے طالب علم محمد ہشام (معہد الخلیل) نے قلم بند کیا۔ افادۂ عام کے لئے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

حمد و صلوٰۃ کے بعد حضرت مولانا مدظلہ نے فرمایا:

میرے انتہائی واجب الاحترام دوستو، بزرگو اور بھائیو!

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک مومن اور مسلمان ہونے کے لئے جن چیزوں کا ماننا ضروری تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی امتیں جن چیزوں کا اقرار کر کے مسلمان ہوتی تھیں، ان میں ایک اللہ رب العزت کی توحید، دوسرا انبیاء علیہم السلام کو ماننا، تیسرا قیامت، اللہ رب العزت کی تمام کتابوں کو ماننا، رب کریم کے تمام فرشتوں کو ماننا، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تک تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کے لئے یہ ضروری تھا، اس کے بغیر کوئی آدمی مسلمان شمار نہیں ہوتا تھا۔

غرض یہ کہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اُس زمانے سے لے کر اِس زمانے تک مومن اور مسلمان ہونے کے لئے جو چیزیں قدر مشترک تھیں وہ یہ تھیں: توحید، رسالت، آخرت، اللہ رب العزت کی کتابوں کو ماننا، تقدیر کو ماننا، قیامت کو ماننا، فرشتوں کو ماننا، یہ ایمان کا حصہ تھا، اس کے بغیر آدمی کا ایمان مکمل نہیں ہوتا تھا، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا مسیح علیہ السلام تک یہ ساری چیزیں مشترک طور پر چلی آئیں، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اتنی تبدیلی ہوئی، کہ باقی انبیاء علیہم السلام کو اللہ کا رسول اور نبی ماننا کافی تھا، جبکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ساتھ اس بات کا اقرار کرنا بھی ضروری قرار دیا گیا کہ باقی نبی صرف نبی تھے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے "آخری نبی" ہیں وہ صرف انبیاء تھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم الانبیاء" بس صرف اتنی ترمیم ہوئی، ورنہ تمام امتیں ان تمام

ضبط و ترتیب: محمد ہشام

چیزوں کو مانتی تھیں، اس کے بغیر اسلام مکمل نہیں تھا۔

نبی سچا ہوتا ہے

میرے بھائیو! سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں کا یہ متفقہ دستور چلا آیا، تمام امتیں اپنے اپنے انبیاء کے متعلق اس بات کا یقین رکھتی تھیں کہ اللہ رب العزت کا نبی جو بات کہہ دے کہ ایسے ہوگا حق تعالیٰ شانہ اسے اپنے فضل و کرم سے پورا فرماتے تھے یہ ممکن نہیں کہ اللہ رب العزت کا نبی کوئی بات کہہ دیں اور وہ پوری نہ ہو، آپ اور میں بھی ایک بات کہے اور وہ پوری نہ اللہ رب العزت کا نبی بھی کوئی بات کہے اور وہ پوری نہ ہو تو پھر عام آدمیوں میں اور انبیاء میں فرق کیا ہوا؟

میرے بھائیو! آپ اور میں اندازے کے ساتھ بات کرتے ہیں، اندازہ کبھی صحیح بھی ہوتا ہے کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے، انبیاء علیہم السلام اندازے کے ساتھ بات نہیں کرتے تھے ان کا بولنا اللہ رب العزت کی مشیت کے تحت ہوتا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ بولتے تھے۔ اس لئے عام آدمی کی گفتگو میں غلطی ہو سکتی ہے، انبیاء علیہم السلام کے کہنے میں غلطی نہیں ہوتی تھی۔

نبی کریم ﷺ اور قیامت ساتھ ہیں

میرے بھائیو! ان دو باتوں کے بعد اب میں تیسری بات کرتا ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "انا والساعۃ کھاتین" (میں اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں) اس کا مطلب یہ کہ اب میرے بعد قیامت آئے گی، میرے اور قیامت کے درمیان میں اور کوئی نبی نہیں، میرے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اب میرے بعد قیامت آئے گی۔ پہلے انبیاء علیہم السلام جب آتے تھے، جو نبی آئے انہوں نے اپنے سے پہلے نبی کی تصدیق کی کہ وہ اللہ کے سچے نبی تھے اور اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دیتے تھے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی شخص کے نبی بننے کی بشارت نہیں دی بلکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد

قیامت کے آنے کی بشارت دی۔

میرے بھائیو! حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جہاں اور بہت ساری باتیں ارشاد فرمائیں کہ قیامت سے پہلے یہ ہوگا، یہ ہوگا، انہیں باتوں میں سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا مثلاً مسلم شریف کی روایت ہے: ''کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ نادانی طور پر لوگ ایسے قتل ہوں گے کہ قتل کرنے والے کو پتہ نہیں ہوگا کہ میں اس کو کیوں قتل کر رہا ہوں اور قتل ہونے والے کو بھی یہ پتہ نہیں ہوگا کہ مجھے کس جرم کی سزا میں قتل کیا جارہا ہے۔'' یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جو فرامین ہیں کہ قیامت سے پہلے یہ یہ ہوگا اور وہ کس طرح صفائی کے ساتھ آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ باتیں پوری ہو رہی ہیں ان میں سے بطور نمونے کے میں نے صرف ایک بات پیش کی۔

تیس جھوٹے نبی

میرے بھائیو! حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے قیامت سے پہلے کے جن جن فتنوں کی خبر دی ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تیس جھوٹے دجال آئیں گے، ان میں سے (کلھم یزعم انہ نبی) ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ میں اللہ رب العزت کا نبی ہوں، حالانکہ فرمایا کہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

میرے بھائیو! ایک حدیث شریف میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ستر آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ ایک حدیث شریف میں تیس کے الفاظ آتے ہیں۔

مراد کثرت ہے

ہمارے محدثین حضرات نے ان دونوں حدیثوں کے اندر تطبیق یہ دی کہ تیس یا ستر میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ اپنے بعد دعوئ نبوت کرنے والوں کی کثرت کا بیان کیا ہے۔ جیسے میں اپنے چھوٹے بھائی کو کہتا ہوں کہ فلاں کام کرو، اگلے دن وہ کام نہیں ہوا تو کہتا ہوں کہ فلاں کام کرو، آپ کو کہا تھا کہ فلاں کام کرنا۔ اگلے دن بھی وہ کام نہیں ہوتا تو آپ کے ہاں بھی اور ہمارے ہاں بھی یہ بات بطور محاورے کے کہی جاتی ہے کہ خدا کے بندے ''میں نے تمہیں دس دفعہ کہا ہے پھر بھی تم نے یہ کام نہیں کیا'' تو وہ دس دفعہ کہنا مراد نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ میں نے کثرت کے ساتھ تمہیں یہ کام کہا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان دونوں روایتوں میں کہ تیس ہوں گے یا ستر تو ان کی کثرت کو بیان کر رہے ہیں کہ بہت سارے لوگ نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہوں گے۔ یہ تعداد بتانی مقصود نہیں کہ تیس ہوں گے یا ستر۔ بلکہ ان الفاظ کو بول کر محاورے کے مطابق یہ فرمایا کہ میرے بعد بہت سارے لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

حدیث شریف کا ایک اور مطلب

بعض محدثین حضرات نے کہا کہ نہیں! یہ جو جھوٹے مدعی نبوت ہوں گے ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہوگی چھٹی صدی ہجری کے اندر ایک بزرگ گزرے ہیں مولانا عبدالقاہر الجرجانی انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے ''الفرق بین الفرق'' یہ جرجانی بزرگ تھے جرجان کے رہنے والے، تمیمی خاندان کے تھے۔ اور سب سے پہلے فن پر انہوں نے کتاب لکھی ہے، جھوٹے دعوئ نبوت کرنے والوں کے حالات میں انہوں نے ان کی تعداد سینکڑوں کے اندر لکھی تھی، اس کے بعد اسی کو سامنے رکھ کر ہمارے ایک اور بزرگ گزرے ہیں جو کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، ان کا نام تھا مولانا محمد رفیق دلاوری، انہوں نے ایک کتاب لکھی ''ائمہ تلبیس'' انہوں نے بھی جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والوں کی تعداد کو سینکڑوں میں بیان کیا۔

میں اب عرض کرتا ہوں کہ مطلقاً جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔ بعض لوگ ان میں ایسے ہیں جنہوں نے واقعتاً اپنے پاگل پن کی بنیاد پر (نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا) مثلاً ہماری طب کی کتاب میں لکھا ہے کہ جنون کی ایک قسم ہے کہ اگر کسی کو جنون ہو اور وہ نیک آدمی ہے، تو وہ اپنے جنون کے باعث وہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتا، کبھی کہتا کہ میرے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اس طرح تو دعویٰ کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن جنہوں نے شہرت پائی، ان کی تعداد ستر کے قریب ہے اور وہ لوگ (جھوٹے مدعی نبوت) جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو امتحان میں ڈالا، ایک فتنہ بن کر پوری اُمت کے نظام کو ہلانے کی کوشش کی ان کی تعداد بیان کی گئی کہ وہ تیس ہوگی۔

اب اُن تیس میں کون کون سے ایسے تھے جنہوں نے امت کو اس طرح امتحان میں ڈالا، اس کے متعلق بھی ہمارے بزرگوں نے محنت کر کے کتابیں مرتب کیں، انہوں نے کہا کہ اس طرح کے نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی ملعون تک بائیس لوگ گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اگر یہ تعداد صحیح ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ابھی معاذ اللہ امت کو آٹھ اور دجالوں کے ساتھ واسطہ پڑنا ہے۔

بھائیو! یہ تو یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس وقت تک کتنے لوگ ان تیس میں سے گزرے ہیں جنہوں نے نبوت کے دعویٰ کیا۔ تعداد تو متعین کرنا مجھ مسکین کے بس میں نہیں، لیکن اتنی بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ اُن تیس میں سے ایک مرزا قادیانی

ملعون بھی تھا۔

ختم نبوت کا کام ذاتِ اقدسؐ کی خدمت ہے

اب میں یہاں پر ایک بات عرض کرتا ہوں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ یہ جتنے دین کے فرائض ہیں ان سب کا تعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے ساتھ ہے اور ختم نبوت کا تعلق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے متعلق فکر کرنا یہ براہ راست حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔

ایک آدمی نماز کی تبلیغ کرتا ہے، جہاد کی تبلیغ کرتا ہے، روزہ کی تبلیغ کرتا ہے، ایک آدمی فقہ کی خدمت کرتا ہے، عقائد کی تبلیغ کرتا ہے، ایک آدمی اصلاح معاشرے کی خدمت کر رہا ہے، ایک آدمی صلہ رحمی کی تبلیغ کرتا ہے، ایک ماں باپ کے احترام کی بات کرتا ہے، ایک نیکی کا حکم دیتا ہے تو یہ جتنے کام کرنے والے ہیں ان کے متعلق کہا جائیگا کہ یہ دین کی خدمت کر رہے ہیں اور جو شخص ختم نبوت کا کام کرتا ہے اس کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ براہ راست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر رہا ہے۔ جتنے شعبے میں نے بیان کئے ان کا تعلق دین کے ساتھ ہے اور ختم نبوت کا تعلق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ہے۔ ختم نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی وصف ہے۔

چند جھوٹے مدعیان نبوت کا تعارف

بھائیو! بہت سارے لوگوں نے جھوٹے نبوت کے دعوے کئے، ان دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک مسیلمہ کذاب تھا اس ملعون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، یہ ایسا بدنصیب تھا، اور اس نے اپنے دو قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے تھے۔ ایک روایت کے مطابق خود بھی یہ مدینہ طیبہ میں آیا تھا۔

مسیلمہ کذاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے کا دعویٰ کرتا تھا، نمازیں پڑھتا تھا کلمہ پڑھتا تھا، قبلے کی طرف رُخ کرتا تھا، مسجدیں بناتا تھا، مسلمانوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتا تھا، نماز، روزہ، کلمہ، قرآن میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ اس کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اتنی بات وہ کہتا تھا کہ حضورؐ بھی نبی، حضورؐ کے بعد میں بھی۔

میرے بھائیو! جس وقت اس نے یہ کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد میں بھی نبی ہوں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جو خط لکھا اس میں بھی کہا کہ آپ شہروں کے نبی، میں دیہاتوں کا، یا یہ کہ اس وقت آپؐ نبی، آپؐ کے بعد میں نبی، جس وقت یہ خط لکھا، بخاری شریف کی روایت ہے کہ جو دو آدمی خط لے کر آئے تھے اُن کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم بھی مسیلمہ کو مانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم مسیلمہ کو نبی مانتے ہیں، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"دنیا کے قوانین میں اگر کسی قاصد کا قتل کرنا جائز ہوتا تو تم دونوں زندہ بچ کر نہ جاسکتے کہ تم نے میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو نبی مان کر اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ اب تمہارے وجود سے اللہ رب العزت کی دھرتی کو پاک کرنا ضروری ہوگیا ہے۔"

اس کی تفصیلات میں، میں نہیں جاتا، ایک مسیلمہ کذاب تھا دوسرا اسود عنسی، تیسرا طلیحہ اسدی، ایک عورت تھی سجاح، یہ چار افراد تو وہ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیلمہ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ ہوئی، رہا اسود عنسی، اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اس کا کام تمام کروایا۔

رہا طلیحہ اسدی یہ آگے چل کر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مسلمان ہوگیا تھا، سجاح نامی عورت بھی مسلمان ہوگئی تھی، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک یہ زندہ رہی ہے۔ تو یہ اس زمانے کے جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔

آپ کے برصغیر پاک وہند میں مثلاً ایران کے کے اندر ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کا نام بہاء اللہ تھا، ایک ملا آتقی بھا، جس طرح اور برصغیر میں جھوٹے مدعیان نبوت تھے ان میں سے ایک مرزا غلام قادنی ملعون بھی تھا۔ (جاری ہے)

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

یاد رکھئے اولڈ

ستارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2۔ سیل: 0321-2984249-0323-2371839

مروّجہ شادیاں

مفتی بشیر احمد سہارنپوری

یوں تو اس وقت پورا مسلم معاشرہ دینی اعتبار سے زوال پذیر اور انحطاط کا شکار ہے اور مسلمانوں نے عملی طور پر تمام ہی شعبہ ہائے حیات سے اسلامی تعلیمات کو یکسر خارج کیا ہوا ہے، زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ جہاں ہم پورے طور پر شرعی تعلیمات کی پاسداری کرتے ہوں اور اس کو شریعت کے مطابق ٹھیک ٹھیک انجام دیتے ہوں، لیکن شادی بیاہ کے معاملہ میں ہماری یہ کوتاہی اور لاپرواہی حدود سے تجاوز کئے ہوئے ہے، مروجہ شادیوں کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا شریعت نے زندگی کے اس اہم ترین مرحلہ میں ہماری کوئی رہنمائی ہی نہیں کی ہے اور اس نے اس سلسلہ میں ہمیں بالکل آزاد چھوڑ دیا ہے، بڑے بڑے دین دار جو عبادات بھی اہتمام سے انجام دیتے ہیں، معاملات میں بھی حلال وحرام کی تمیز کرتے ہیں اور معاشرہ وسماج میں حاجی، نمازی اور پرہیزگار کے نام سے جانے جاتے ہیں، ان کی دین داری اور پرہیزگاری کی تان بھی یہاں آ کر ٹوٹ جاتی ہے اور یہ کہہ کر وہ اپنا دامن بچاتے نظر آتے ہیں کہ:

"جناب! کیا کریں بچوں کا شوق ہے، عورتیں اصرار کر رہی ہیں، چلو خوشی کا موقع ہے، کر لینے دو۔"

یہ بات کہہ کر ہم اپنے ضمیر کی آواز کو تو دبا سکتے ہیں اور لوگوں کی زبانوں کو بھی بند کر سکتے ہیں، لیکن کیا کل قیامت میں بھی یہ عذر کافی ہو جائے گا؟ اس پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے۔

شادی بیاہ کے موقع پر جو شریعت کی خلاف ورزی ہوتی ہے یہ اور مواقع کی بنسبت زیادہ تشویشناک اور سنگین ہے، اس موقع پر گناہوں کا ارتکاب علانیہ اور کھلے عام ہوتا ہے، اور جو گناہ علانیہ اور کھلم کھلا کیا جائے اس کی شناعت و قباحت عام گناہوں سے کہیں بڑھ جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب لوگوں کی معافی ہو جائے گی لیکن جو لوگ علانیہ گناہ کریں ان کی معافی نہیں ہوگی:

"کل امتی معافی الا المجاهرین" (بخاری ج:۲ ص:۸۹۶، مسلم ج:۲ ص:۴۱۲)

اور ایک حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو گناہ علانیہ کیا جاتا ہے تو اس کی سزا و عقوبت گناہ کرنے والے تک محدود نہیں رہتی بلکہ کرنے والے اور نہ کرنے والے تمام لوگ سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں:

"ان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ لا یعذب العامة بذنب الخاصة ولکن اذا عمل المنکر جهارا استحقوا العقوبة کلهم۔" (موطا امام مالک ص:۳۸۸)

نیز اس موقع پر احکام شریعت کی خلاف ورزی اجتماعی طور پر ہوتی ہے، پورا خاندان اور شادی میں شرکت کرنے والے تمام ہی لوگ کسی نہ کسی درجہ میں اس میں شریک ہو جاتے ہیں، حالانکہ انفرادی گناہ کی بنسبت اجتماعی گناہ زیادہ خطرناک اور اللہ کی ناراضگی کو زیادہ بڑھانے والا ہوتا ہے۔

اس موقع پر احکام شریعت کو نظر انداز کرنے کی سنگینی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شادی ایک نئی زندگی کی شروعات ہوتی ہے اور انسان ایک نئے دور میں داخل ہو رہا ہوتا ہے، آئندہ کی زندگی کے لئے یہ مرحلہ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نازک و اہم مرحلہ پر انسان اگر شرعی ہدایات کی پاسداری نہ کرے تو آگے کی زندگی اس سے لازمی طور پر متاثر ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ خطبہ نکاح میں جو آیات مسنون و ماثور ہیں، ان سب میں قدر مشترک کے طور پر تقویٰ اختیار کرنے کا حکم اور گناہوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، مگر ہائے شومیٔ قسمت! ایک طرف تو اس موقع پر ہمیں تقویٰ کی تعلیم دی جا رہی ہے اور قاضی و نکاح یہ تقویٰ والی آیات ہمیں پڑھ کر سنا رہے ہیں، دوسری طرف ہم عین مجلس نکاح میں گناہوں میں ملوث ہو رہے ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ طرز عمل قرآن کریم کا ایک گونہ معارضہ و مقابلہ بلکہ استہزاء و مذاق ہے، جو بڑے خطرے اور خسارے کی چیز ہے۔

مروجہ شادیوں میں شریعت کے کسی ایک حکم کی خلاف ورزی اور ایک آدھ گناہ پر بس نہیں کیا جاتا، بلکہ ہماری شادیاں متعدد گناہوں کا مجموعہ بن گئی ہیں اور وہ سارے گناہ ان شادیوں کے لئے ایک لازمہ بن گئے ہیں۔ شاید و باید ہی کوئی شادی ان سے خالی ہوتی ہے، ذیل میں ہم ان چند موٹے موٹے گناہوں کا تذکرہ کرتے ہیں جن کا ارتکاب قدر مشترک کے طور پر تقریباً تمام ہی شادیوں میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

فضول خرچی:

فضول خرچی ان گناہوں میں سے ہے، جس سے قرآن کریم نے مختلف اسلوب و انداز سے جا بجا منع کیا ہے اور ایسا کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ (الاسراء:۲۷)

نیز معاشی و اقتصادی لحاظ سے فضول خرچی کتنی نقصان دہ ہے، یہ بھی ہر شخص پر واضح ہے، اس کے باوجود

مروجہ شادیوں میں یہ گناہ سب سے نمایاں ہے، ایک طرف تو پوری دنیا مہنگائی کی مار سے کراہ رہی ہے، دوسری طرف اس سے زیادہ کہیں تیزی کے ساتھ ہماری فضول خرچیاں بڑھ رہی ہیں، ایک شادی میں مختلف عنوانوں سے جتنا خرچ کیا جاتا ہے واقعہ یہ ہے کہ اس سے آسانی کئی شادیوں کا نظم کیا جاسکتا ہے، پوری قوم کی شادیوں میں ہونے والا سالانہ خرچ اگر جوڑا جائے تو اس کا مجموعہ اربوں روپے سے متجاوز ہوگا، یہ اس قوم کی شادیوں کا حال ہے جو معاشی لحاظ سے پسماندہ قوم شمار ہوتی ہے۔

نمود و نمائش:

نمود و نمائش کے لئے کسی کام کو کرنا حدیث میں اس کو شرک قرار دیا گیا ہے: "الریاء شرک"

(ترمذی ۱/۲۸۷)

ایک خالص دینی عمل میں اگر نمود و نمائش کا عنصر شامل ہو جائے تو وہ بھی ایک دنیوی عمل بن جاتا ہے اور اس کو کرنے والا بجائے ثواب کے سزا و عتاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ مروجہ شادیوں میں جو کچھ ہوتا ہے، اس سب کی بنیاد یہی نمود و نمائش اور شہرت طلبی ہوتی ہے اور اس کے پیچھے معاشرہ اور سوسائٹی میں اپنا نام اونچا کرنے کی خواہش کارفرما ہوتی ہے، اسی مقصد سے مہنگے ترین ہال بک کئے جاتے ہیں، اس لئے شہر کے ہر معزز شخص کو اپنی شادی میں بلانے کا اہتمام اور اس کے لئے مہنگے و خوبصورت ترین کارڈ کا التزام کیا جاتا ہے، جہیز کی کثرت اور اس کی نمائش اسی لئے ہوتی ہے اور انواع و اقسام کے کھانے بھی اسی لئے پروسے جاتے ہیں۔

بے پردگی:

شریعت نے مرد و عورت ہر دو کو پردہ کرنے اور نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، عورتوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے پورے بدن کو مردوں کی نظر سے بچا کر رکھیں، عورت کے لئے اپنے جسم کا کوئی حصہ، جس میں چہرہ اور ہاتھ بھی داخل ہیں، بلا ضرورت غیر مرد کو دکھانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی مردوں سے بلا تکلف گفتگو کرنا ان کے لئے جائز ہے، لیکن مروجہ شادیوں میں اس پردہ کے حکم کی جس طرح پردہ دری اور عریانیت و بے حیائی کا جو مظاہرہ ہوتا ہے شاید ہی وہ کسی اور موقع پر ہوتا ہو، عورتیں بے محابا مردوں کے سامنے آتی رہتی ہیں، بے تکلف ان سے گفتگو کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، ایسا لباس زیب تن کئے ہوئے رہتی ہیں جن سے بدن چھپنے کے بجائے اور زیادہ نمایاں اور قابل دید ہو جاتا ہے۔

مرد و زن کا اختلاط:

شریعت کا حکم یہ ہے کہ مرد الگ ہوں اور عورتیں الگ، دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ نہ ہوں، لیکن مروجہ شادیوں میں اس کا بالکل لحاظ نہیں ہوتا، عورتیں اور مرد شانہ بشانہ نظر آتے ہیں، خصوصاً کھانا کھاتے وقت مرد و عورت ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، اگر کہیں دونوں کے کھانے کا علیحدہ نظم ہو تو وہاں بھی مرد اور نوجوان لڑکے ہی عورتوں کی محفل میں کھانے کھلاتے ہیں، عاشقوں اور معشوقاؤں کے لئے تو شادی کا دن "یوم وصل" ہوتا ہے۔ شادی کے دن کہاں ملیں گے؟ کیسے ملیں گے؟ اس کی پوری پلاننگ وہ پہلے سے کئے ہوتے ہیں۔

رقص و موسیقی:

گانا بجانا بڑے گناہوں میں سے ہے، قرآن و حدیث میں اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں اور اس میں مشغول لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، لیکن یہ مروجہ شادیوں کا ایسا لازمی جزو بن گیا ہے کہ شاید ہی کوئی شادی ایسی ہو جس میں یہ رقص اور گانے بجانے کے گناہ کا ارتکاب نہ کیا جاتا ہو، اس کے بغیر شادی کا رنگ پھیکا سمجھا جاتا ہے، حد تو یہ ہے کہ بڑے بڑے دین دار اور حاجی، نمازی، صوم وصلوٰۃ کے پابند سمجھے جانے والے لوگ بھی اس میں ملوث ہیں، یہ طرز عمل بڑے خطرے اور خوف کی چیز ہے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی فرمائی ہے:

"اس امت کی ایک قوم آخری زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جائے گی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیوں نہ ہوں گے؟ بلکہ وہ نماز، روزہ اور حج سب کچھ کرتے ہوں گے۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ پھر اس سزا کی کیا وجہ ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا کہ انہوں نے گانے بجانے کو اپنا مشغلہ بنا لیا ہوگا۔" نعوذ باللہ

(مسند ابن ابی الدنیا، بحوالہ اسوۂ رسول اکرمؐ ص ۵۱۳)

ویڈیو گرافی:

جاندار کی تصویر بنانا اسلامی شریعت میں حرام ہے، خواہ یہ ہاتھ، برش وغیرہ کے ذریعہ بنائی جائے یا کیمرہ اور موبائل کے ذریعہ اور خواہ اس کو کیمرہ یا موبائل سے کاغذ پر منتقل کیا جائے یا موبائل وغیرہ سے ہی بعد میں ڈیلیٹ کردیا جائے۔ تصویر سازی بہر صورت حرام ہے اور اس کو پیشہ بنانا بھی حرام ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

"تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن سب سے دردناک عذاب دیا جائے گا اور ان کو مکلف کیا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں روح پھونک کر دکھائیں۔"

(بخاری ۲/۸۸۰)

مگر یہ گناہ بھی ہماری شادیوں خصوصاً اعلیٰ گھرانے کی شادیوں کا ایک لازمہ بن گیا ہے، باضابطہ ویڈیو گرافر کو بلا کر پوری شادی کی ویڈیو گرافی کرائی جاتی ہے، اگلے لمحہ ہم خود محفوظ رہیں گے یا موت کا فرشتہ آکر ہمیں دبوچ لے گا؟ اس کی کوئی فکر ہمیں نہیں، لیکن شادی کے ایک ایک منظر کو محفوظ کرکے آئندہ اس سے لطف اندوز ہونے کی ہم کو پوری فکر اور احساس ہے۔

☆☆.........☆☆

مریض کی عیادت

تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

بشریٰ امام الدین

آج کے دور میں ہر قوم اور ہر طبقہ حقوق کا نعرہ بلند کر رہا ہے، دوسری طرف اپنے فرائض سے غافل اور دوسروں سے حقوق کی ادائیگی کا طالب ہے۔ اسلام ایک مکمل دین ہے، عبادت، معاشرت، سیاست، غرض زندگی کے ہر موڑ پر ایک توازن قائم رکھتے ہوئے انسان کی راہنمائی کرتا ہے وہ جہاں انسان پر حقوق العباد کی ادائیگی لازم کرتا ہے وہیں فرائض کی بجا آوری کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ انہی تعلیمات میں سے ایک مریض کی عیادت بھی ہے۔

عیادت کے ذریعے جہاں مریض اور اس کے اہل خانہ کی دل جوئی ہوتی ہے وہیں وہ دو افراد اور دو خاندانوں کے درمیان محبت اور قربت کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ عیادت دراصل معاشرتی روابط قائم کرنے اور انہیں مضبوط و مستحکم کرنے کا انتہائی اہم ذریعہ ہے۔ جس کے ذریعے مسلم معاشرے کا ایک فرد اپنے کو تنہا محسوس نہیں کرتا اور خود اس کے اندر بھی دوسروں کی مدد و تعاون کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہ کی، بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں آپ کی عیادت کس طرح کرتا کہ آپ تو دونوں جہانوں کے رب ہیں، اللہ فرمائیں گے: کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس بیمار بندے کی عیادت کرتا تو مجھے (یعنی میری رضا) اس کے پاس پاتا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا؟ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں آپ کو کھانا کس طرح کھلاتا؟ آپ تو دونوں جہانوں کے رب ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا، تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا، پھر حق تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں کس طرح آپ کو پانی پلاتا آپ تو دونوں جہانوں کے رب ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا، کیا تجھے خبر نہیں تھی کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اسے یعنی اس کے ثواب کو میرے پاس پاتا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۳۳)

اپنا ہو یا پرایا، امیر ہو یا غریب، قریبی ہو یا اجنبی، ہر ایک کی عیادت باعث اجر ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی عیادت اور ان کی خدمت کو اپنی عبادت اور خدمت قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ جو لوگ صرف نماز، روزوں میں عبادت کو محدود سمجھتے ہیں۔ قیامت میں ان سے حقوق العباد کی ادائیگی کے حوالے سے باز پرس ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، جب وہ بیمار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، آپ نے اس کی عیادت کی اور اس کے سر کے قریب تشریف فرما ہوئے اور اس سے فرمایا: مسلمان ہو جاؤ، لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا، اس کے باپ نے کہا: ابوالقاسم کا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو، چنانچہ وہ بچہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے کہ حمد و ثنا اس خدا کی جس نے اس لڑکے کو (اسلام کے ذریعے) آگ سے نجات دی۔"

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۸۱)

احادیث میں ایسے مختلف واقعات ملتے ہیں جن میں آپ غیر مسلموں کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، بلکہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا، اس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، جبکہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی عیادت کی

اور مسلمانوں کو اس کی تعلیم بھی دی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو اور ناحق قیدیوں کی رہائی کی کوشش کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں، ان میں دو یہ ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا، (۲) بیمار کی عیادت کرنا۔

حدیث بالا میں پانچ حقوق بیان فرمائے گئے ہیں، علمانے لکھا ہے کہ یہ پانچوں حقوق فرض کفایہ ہیں۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت براءؓ بن عازبؓ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم دیا، جس میں ایک بیمار کی عیادت کرنا بھی ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۱۳)

عیادت کا اجر وثواب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک اور عیادت کے لئے تیرا چلنا مبارک اور تو نے یہ عمل کرکے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔" اصل مقصد تو عیادت کے لئے مریض کے پاس پہنچنا ہے، کسی بھی طرح ہو، لیکن علما لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ عیادت کے لئے پیدل جانا افضل ہے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے میری عیادت پیدل آکر فرمائی۔

عیادت میں نفسیات کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو، یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے میں خوش کن اور اطمینان بخش باتیں کرو، مثلاً یہ کہ تمہاری حالت بہتر ہے انشاء اللہ تم جلد ہی تندرست ہوجاؤ گے وغیرہ، اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہیں سکیں گی جو ہونے والا ہے وہی ہوگا لیکن اس سے مریض کا دل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (معارف الحدیث، ج:۳، ص:۴۲۸)

عیادت کا مقصد مریض کی دل جوئی وتسلی ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی اس معاملے میں ایسا ہی تھا۔ اس قسم کی باتوں سے انسانی نفسیات پر اچھا اثر پڑتا ہے اور ماہرین نفسیات کی رائے ہے، انسان کی قوت ومدافعت میں اضافہ ہوتا ہے جو کہ مریض کو شفا حاصل ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

عیادت کا مسنون طریقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور دعا پڑھتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ج:۵، ص:۴۳۱)

"اے لوگوں کے رب! بیماری دور فرمادے اور شفا عطا فرمادے، آپ ہی شفا دینے والے ہیں، بس آپ کی ہی شفا، شفا ہے۔ ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری بالکل نہ چھوڑے۔"

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی مسلمان کسی بیمار کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یوں کہے: میں اللہ بزرگ وبرتر سے جو عرش عظیم کا مالک ہے، دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے۔" تو اللہ اسے شفا دیتا ہے بشرطیکہ اس کی موت کا وقت نہ آگیا ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ج:۵، ص:۵۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی مریض کے پاس عیادت کے لئے آئے تو اسے یہ دعائیہ الفاظ کہنے چاہئیں: "اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے تاکہ وہ تیرے دشمن کو اپنی پہچان کرائے یعنی دشمنان دین سے جنگ وجدال کرنے کے قابل ہو یا تیری خوشی و رضا کی خاطر جنازے کی طرف (یعنی نماز جنازہ کے لئے) چلے۔" (سنن ابوداؤد، ج:۲، ص:۸۷)

عیادت کے وقت کی مختلف دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو ان کو دعائیں دیتے تھے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے جب کہ میں حالت مرض میں مبتلا تھا۔ آپ ﷺ نے میرے حق میں یوں دعا فرمائی:

"اللہ پاک! تمہاری تکلیف کو دور کرے، تمہارے گناہ معاف فرمادے اور تمہارے دین اور جسم کو موت تک عافیت عطا فرمائے۔" (ریاض الصالحین، ص:۳۳۵)

حضرت سعدؓ کو آپ ﷺ نے عیادت کے وقت دعا دی کہ اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔

کنز العمال کی ایک روایت میں ہے۔ مریض کی عیادت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھو یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھو اور اس سے دریافت کرو کہ مزاج کیسا ہے؟ زیادہ تکلیف تو نہیں ہے؟ وغیرہ۔ (کنز العمال، ج:۹، ص:۱۰۱)

اسی قسم کی ایک اور روایت کنز العمال میں ہے کہ مریض کی تیمارداری کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ اس پر رکھو اور اس سے دریافت کرو، آپ کی صبح کیسی گزری اور آپ کی شام کیسی گزری؟ (کنز العمال، ج:۹، ص:۱۰۱)

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں حضرت طاؤسؒ کا یہ مقولہ نقل فرمایا ہے کہ: "افضل عیادت وہ ہے جو سب سے ہلکی اور جلد ہو۔" (مذاق العارفین، ج:۲، ص:۱۴۳)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: "مریض کے پاس کم بیٹھنا سنت ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۳۴)

☆☆..........☆☆

ورزش

بڑھاپا روکنے کی اہم تدبیر

عمران حفیظ وسید شاہ عالم

عمر میں اضافہ بڑھاپا کہلاتا ہے، اسے جسم کی پختگی بھی کہتے ہیں۔ سائنسی زبان میں یہ جسم اور اس کے خلیات میں تبدیلی یا حیاتی کیمیائی تبدیلیوں کا نام ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ رونما ہوتی ہیں۔ یہ تبدیلی زخم و مرض کی وجہ سے واقع نہیں ہوتی۔ سر جیمز اسٹرلنگ راس کے مطابق آپ بڑھاپے کا علاج نہیں کرسکتے، اسے بچا سکتے ہیں اور اس کی حفاظت کا عمل بڑھا سکتے ہیں۔

بڑھاپے کا عمل روکا نہیں جاسکتا، لیکن بعض جسمانی سرگرمیوں مثلاً ورزش، صحت مند طرز زندگی، بناؤ سنگھار، مختلف قسم کی مالشوں، کم حراروں پر مشتمل غذا اغذیے سے پُر مانع تکسید اجزا، حیاتین اور معدنی نمکیات کے استعمال سے اس کی رفتار کم یا روکی جاسکتی ہے۔

بڑھاپے کے بارے میں نظریات

بڑھاپے کے بارے میں کئی نظریات ہیں، قدیم بھی جدید بھی، ایک نظریے کے مطابق جسم میں ہونے والی شکست وریخت یا ٹوٹ پھوٹ سے بڑھاپا چھانے لگتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق جسم کے خلیات میں اس سلسلے کے آغاز کی وجہ جسم پر اشعاع (ریڈی ایشن) اور مانع تکسید دفاعی نظام میں بتدریج کمی ہے، جو حیاتین ج، گلوٹاتھی اون کی قلت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جسم کے اہم اعضا، جگر، قلب اور دماغ میں جمع ہونے والا بھورے رنگ کا ایک چربیلا یا روغنی مادہ بھی ایک سبب ہوتا ہے، لیکن چونکہ بڑھاپا دراصل فری ریڈیکلز کی کارستانی کا شاخسانہ ہوتا ہے، اس لئے ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بھورا رنگ خلیات کے لئے مضر اور زہریلا ثابت ہوتا ہے۔

فری ریڈیکلز جسم کے تمام خلیات کے عمل کی ضمنی پیداوار ہوتے ہیں جو جسم کی بافتوں کے کیمیائی رد عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں، ان میں اکثر کو جسم کے معمول کی مرمت کا عمل ختم کردیتا ہے، لیکن اس کے باوجود ان سے خلئے کے اجزا، مثلاً خلئے کی جھلیوں، ڈی این اے اور دیگر لحمیوں یا پروٹینز کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی نقصان رساں عمل کو سرطان، پھیپھڑوں کے امراض، بھول اور نسیان، قلب اور شریانوں کی بیماریوں اور آنکھ کے عارضوں کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔

ایک ماہر رائنز کے مطابق فری ریڈیکلز کے علاوہ جسم کو زہریلے اجزا، چھوت والی بیماریوں (انفیکشنز) تمباکو نوشی اور غذا میں چربیلی یا روغنی اجزا کے کثرت استعمال سے بھی نقصان پہنچتا ہے۔

جسم میں پروٹینز کی تالیف (Synthesis) سے بھی بڑھاپے کا تعلق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے جسم میں کئی قسم کے کیمیکلز بنتے ہیں، جن میں خمیر (انزائمز) ہارمون نیوروٹرانسمیٹرز، یعنی عصبی پیغام رساں، ضد اجسام (Antibodies) وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں۔

بڑھاپے کا سبب بننے والے عوامل

غذا... غذا بڑھاپے کی زیادہ ذمہ دار ہوتی ہے، اس کی کثرت اور قلت دونوں ہی کا عدم توازن بڑھاپے کا اہم سبب ہوتے ہیں۔ جسم پر بعض غذاؤں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، لیکن بعض سے جسم زیادہ اثر قبول کرتا ہے۔ بعض غذاؤں میں جسم کو درکار کوئی نہ کوئی جز موجود ہوتا ہے، جب کہ بعض کی وجہ سے جسم میں ردی مادے پیدا ہوتے ہیں، مثلاً بڑا گوشت جس میں بھاری دھاتی مادے ہوتے ہیں کہ جو دماغ کے پچھلے حصے میں جمع ہوکر ذہنی بڑھاپے، حافظے کی کمزوری اور پریشان خیالی وغیرہ کا سبب بن جاتے ہیں۔

دودھ اور اس کی مصنوعات

ہضم ہونے کے بعد یہ تیزابیت کا سبب بنتے ہیں، جس سے جسم میں سیالات کا توازن اور تناسب بگڑ جاتا ہے، جسم پر دھبڑ یا چکتوں کی پرانی تکلیف، جوڑوں کی تکالیف، پیٹ میں سوزش یا جلن کی شکایت پتے کی پتھریاں وغیرہ لاحق ہوتی ہیں۔

جڑ والی سبزیاں

ان میں چٹانوں جیسے بھاری معدنی اجزا یا باریک ریتی موجود ہوتے ہیں، جن سے رگیں اَٹ کر یہ گردوں اور جگر میں پتھری کا سبب بن جاتے ہیں۔

بڑھاپے کے دیگر اسباب

سورج اور خلا سے پہنچنے والا اشعاع (ایک فیصد) جذباتی مسائل سے سرطان اور جسم کی بافتوں کی بناوٹ میں تبدیلیاں آجاتی ہیں، ہڈیاں کمزور ہوجاتی ہیں، خون کا بہاؤ متاثر ہوتا ہے، قلب کی شکایات لاحق ہوتی ہیں، غدود کمزور اور ہارمونی عدم توازن پیدا ہوتا ہے (۲۵ فیصد) ماحولی آلودگی (۳.۲ فیصد) گھر اور کمروں میں زیادہ قیام، کافی مقدار میں سورج کی کرنوں اور ہوا کی کمی سے خلیات میں کمزوری اور بگاڑ پیدا ہوکر جسم کے کیمیکلز میں عدم توازن پیدا ہوجاتا ہے۔ جسم کے غلط انداز یا پوسچر اور صحیح انداز میں سانس لینے وغیرہ کے بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

بڑھاپے کی رفتار کم کرنے کے لئے

نیچے دیئے گئے مشوروں پر عمل کرکے بڑھاپے کا عمل سست کیا جاسکتا ہے:

ا... زندگی گزارنے کے انداز میں تبدیلی، مثلاً بہتر غذا کا استعمال، تمباکو نوشی اور تمباکو خوری سے پرہیز، وزن میں کمی، شراب اور تمام نشوں سے پرہیز، بعض

غذائی ضمیموں کا استعمال خاص طور پر قلب اور شریانوں کا دباؤ کم کرنے والے غذائی ضمیمے۔

۲:...باقاعدہ ورزش۔ ۳:...مالش۔

پہلا عامل یا پہلو

بڑھاپے کی رفتار گھٹانے کے سلسلے میں سب سے زیادہ اہمیت غذا کو حاصل ہوتی ہے، جوان اور سرگرم نظر آنے کے لئے صحت کا بہتر رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے اور ۷ سے ۸ گھنٹوں کی نیند لازمی ہوتی ہے، کیونکہ طب کے مطابق نیند یا نوم زندگی کے لئے سات اہم اسباب ستہ ضروریہ، ناگزیر ہوتے ہیں۔

صحت اچھی ہو تو دماغ میں صحت بخش کیمیکلز تیار ہوتے ہیں، مثلاً اعصابی پیغام رساں کیمیکل جسے ڈوپامین اور نورے اپی نیفرین (Norepinephrine) کی تیاری سے انسان چست، چونچال اور ذہنی طور پر توانا اور متوجہ رہتا ہے۔ اسی طرح سیروٹونین نامی کیمیکل دماغ میں دباؤ، کشیدگی جیسے جذبات کی شدت کم رکھتا ہے۔ ذہن کی توجہ مرکوز کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے، اس طرح اچھی صحت کی وجہ سے ہم دباؤ یا اسٹریس، ذہنی پستی یا پریشانی سے نجات پا جاتے ہیں۔

تجربات اور تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ عمر میں اضافے کا عمل بعض مانع تکسید حیاتین اور معدنی اجزاء کے استعمال سے سست پڑ جاتا ہے، مثلاً حیاتین ہ (وٹامن ای) چربیلے اجزاء کی تکسید کے نقصان سے خلیات کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ حیاتین جسم کو فری ریڈیکلز کے نقصانات سے بھی بچاتا ہے۔ اسی طرح سیلی نیئم (Selenium) بھی اہم مانع تکسید خمیرہ، گلوٹھی اون پیروگزیڈینٹس (Glutathione Peroxidants) کا اہم جزو ہوتا ہے۔

مانع بڑھاپا غذائیں

مچھلی... سالمن جیسی دیگر چکنی مچھلیاں، تربوز، ککڑی، گاجریں، شکر قندی، پالک، مرچیں، سویابین کا پنیر توفو اور سویابین سے بنی دیگر اشیاء، بے چھنے آٹے کی روٹی، اوٹس یعنی جئی اور انڈے، ان کے علاوہ مختلف اناج کے دلیے (گندم، جو، مکئی) بغیر پالش کے چاول (سرخ اور بھورے) آٹے کی سویاں (پاستا) وغیرہ۔

دوسرا عامل یا پہلو

مالش بڑھاپا روکنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ طب یونانی میں اس کی بڑی اہمیت رہی ہے۔ اس سے بہتر انداز میں زندگی گزاری جاسکتی ہے۔ ہمارا ۶۰ فیصد سے زیادہ جسم عضلات (پٹھوں) کا بنا ہے، ہماری توانائی ان ہی میں بنتی اور خرچ ہوتی ہے۔ پٹھوں میں ہی حرارت پیدا ہوتی ہے۔

مالش سے جو طب میں "دلک" کہلاتی ہے دوران خون بہتر ہوتا ہے، ہضم کا عمل تیز اور پسینے کا اخراج بڑھ جاتا ہے، جسم کا درجہ حرارت معتدل رہتا اور اچھی نیند آتی ہے۔ نیند کی وجہ سے کشیدگی اور دباؤ دور ہوتا ہے، جسم اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ مالش لمبے عرصے کی جائے تو وزن بھی کم ہوجاتا ہے۔ مالش کی وجہ سے جسم جھریوں سے محفوظ رہتا ہے اور جلد لٹکتی نہیں۔ مالش سے پورا جسم چست اور توانا رہتا ہے۔ کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوجاتا ہے، کارکردگی بہتر اور جسم کے تمام نظام تازہ دم اور چست رہتے ہیں، اس طرح بڑھاپے کی پیش قدمی نمایاں طور پر کم ہوجاتی ہے۔

تیسرا عامل یا پہلو

ورزش اور آرام بھی بڑھاپے کی علامت دور کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ورزش سے جسم کے نظام چست اور تیز رہتے ہیں۔ جسمانی چستی سے انسان نفسیاتی اور دماغی طور پر چست اور توانا رہتا ہے۔ بہتری کا احساس مستحکم اور عمر میں اضافے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، کیونکہ ورزش اور آرام سے جسم کا مدافعتی نظام توانا رہتا ہے، امراض کی یلغار کم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بڑھاپے کی پیش قدمی رک جاتی ہے۔ ورزش سے عضلات کھنچتے، بھینچتے ہیں، ان میں خون کا دوران بڑھنے کی وجہ سے خلیات تازہ دم رہتے ہیں۔ جسم میں درد کی شکایات تنگ نہیں کرتی۔ ورزش سے گردوں کی کارکردگی بھی بہتر رہتی ہے۔ ورزش کرنے والے سانس، دمے اور بے خوابی سے محفوظ رہتے ہیں۔ ورزش کی وجہ سے گہرے سانس کے ذریعے جسم میں آکسیجن خوب جذب ہوتی ہے، جس سے جسم میں ایک خوش گوار حرارت اور توانائی کا احساس تازہ رہتا ہے۔ ورزش کئی قسم کی ہوتی ہے اور اسے اپنے شوق اور مناسبت کے لحاظ سے اختیار کرکے مستقل مزاجی سے کرتے رہنا چاہئے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ پورے جسم میں حرکت پیدا ہو، ہر جوڑ حرکت میں آئے، اس طرح جسم میں ردی مواد جمع نہیں ہو سکے گا۔ ورزشوں سے پہلے جسم کو گرم کرنے کی ورزش ضرور کرلینی چاہئے۔

جسمانی سرگرمیوں میں باغبانی، گھر کے کام، بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا، سیر و تفریح روزانہ ۲۰ منٹ کی تیز واک بھی بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ان سے عمر میں اضافے کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے اور آپ دس سال کم عمر نظر آتے ہیں۔

مختصر یہ کہ

بڑھاپے کو زندگی گزارنے کے بہتر طریقے اختیار کرکے روکا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے عزم اور مستقل مزاجی بہت ضروری ہوتے ہیں۔ خراب عادات، مثلاً تمباکو اور نشوں سے پرہیز، درست غذائی عادات اور ورزش کے علاوہ انسان دوستی، ہمدردی اختیار کرنے کا عمل اور منفی انداز فکر، مایوسی، جلن، حسد، کینہ پروری جیسی تباہ کن عادات سے ممکنہ حد تک بچنے کی کوشش ذہنی آسودگی میں اضافہ کردیتی ہے، جس کے بڑے مثبت اور مفید نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ☆☆☆

پارلیمان غیر مسلم قائم مقام صدر بننے کی سازش کا ادراک کرے

حشمت حبیب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

عدالت عظمیٰ نے 18 ویں ترمیم کو غیر آئینی قرار دینے سے متعلق آئینی سماعت کے بعد اپنے حکم کی جو پہلی قسط جاری کی ہے اس کے مطابق وطن عزیز کی پارلیمان کو ججوں کے انتخاب، تعیناتی سے متعلق آرٹیکل 175 اے میں ترمیم کرنے کا موقع فراہم کیا ہے، پارلیمان سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرنے کیلئے 18 ویں ترمیم کے بعد 19 ویں ترمیم کا بل پارلیمان کے کسی ایک ایوان کے سامنے پیش کرے گی۔ یہ ایک ایسا نازک موقع ہے کہ جمہوریہ پاکستان کے منتخب نمائندے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں موجود ایک دستوری نقص دور کر سکتے ہیں۔ یہ دستوری نقص دانستہ طور پر دستور کا حصہ بنایا گیا ہے یا پھر ایک نادانستہ غلطی ہے تاہم جیسی بھی صورت ہے اس بات کا شدید خدشہ پایا جاتا ہے کہ ایک سازش کے ذریعے اسلام کے قلعہ پاکستان میں جہاں اسلام ریاست کا دین ہے جس کے صدر کیلئے یہ لازمی شرط ہے کہ وہ نہ صرف مسلمان ہو بلکہ وہ خاتم النبیین کے آخری نبی ہونے پر ایمان رکھتا ہو اور اس ضمن میں صدر اپنے عہدے پر فائز ہونے سے پہلے دستور کے مطابق حلف اٹھائے پاکستان کا دستور جس کی بنیادیں قرارداد مقاصد کے ستونوں پر کھڑی کی گئی ہیں اس میں ایک گہری سازش موجود ہے جس کے نتیجے میں منصوبہ بندی سے کوئی غیر مسلم یا زندیق قادیانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قائم مقام صدر بن سکتا ہے اور یہ بات بھی جانتے ہیں کہ قائم مقام صدر بھی جب تک اپنے فرائض انجام دیتا ہے اس کی حیثیت صدر پاکستان کی ہوتی ہے اس لیے آئین کے آرٹیکل 255 میں یہ واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ جہاں دستور کے تحت کسی شخص کا اپنا عہدہ سنبھالنے سے پہلے حلف اٹھانا مطلوب ہو تو اس کا عہدہ سنبھالنا اسی دن سے متصور ہوگا جس دن اس نے حلف اٹھایا ہوگا۔

آئین میں موجود نقص کو مزید تقویت لاہور ہائی کورٹ کے دو سنگل جج کے فیصلے پہنچاتے ہیں ان دونوں ججوں نے ایسے فیصلوں میں وسیم سجاد کے قائم مقام صدر ہونے کے موقع پر یہ فیصلہ دیا کہ قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھالنے والے شخص کو صدر کیلئے طے شدہ حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ سپیکر قومی اسمبلی اور سینٹ چیئرمین کے عہدوں کے حلف میں صدر کا حلف بھی شامل ہے ان دونوں ججوں کے فیصلے آئین کے فلسفے، اس کے ڈھانچے اور آرٹیکل 255 کی غیر مبہم عبارت سے متصادم ہیں لیکن وطن عزیز میں یہ انتہائی خطرناک رجحان قانونی صورت اختیار کرتا جارہا ہے کہ قائم مقام صدر کے عہدے پر فائز ہونے والے سپیکر قومی اسمبلی یا چیئرمین سینٹ کو صدر کا حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں۔

آئین میں کوئی ابہام نہیں لیکن معلوم نہیں وہ کون سی نادیدہ قوتیں ہیں جو اس بات پر مصر ہیں کہ سپیکر قومی اسمبلی یا چیئرمین سینٹ جب قائم مقام صدر کے فرائض انجام دیتا ہے تو اسے صدر کا حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اب جبکہ چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں 17 رکنی لارجر بنچ نے آرٹیکل 175 اے کا از سر نو جائزہ لینے کی ہدایت کی ہے تو پارلیمان کے پاس یہ موقع میسر آچکا ہے کہ وہ لگے ہاتھوں غیر مسلم بشمول زندیق قادیانیوں کے قائم مقام صدر بننے کا راستہ ہمیشہ کیلئے بند کردیں۔ صدر کا انتخاب آرٹیکل 41 کے تحت ہوتا ہے اس کی شق دو میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک صدر کی حیثیت سے انتخاب کا اہل نہیں ہوگا تاوقتیکہ وہ کم از کم 45 سال کی عمر کا مسلمان نہ ہو قومی اسمبلی کا رکن بننے کا اہل نہ ہو۔ آرٹیکل 42 میں یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ عہدہ سنبھالنے سے قبل صدر پاکستان چیف جسٹس کے سامنے جدول سوئم میں مندرج عبارت میں حلف اٹھائے گا اور آرٹیکل 255 میں یہ پابندی عائد کی گئی کہ جس دن وہ حلف اٹھائے گا اسی دن سے اس کا عہدہ سنبھالنا متصور ہوگا جدول سوئم میں دیے گئے صدر کے حلف کے الفاظ یہ ہیں:

"میں ...... صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تعالیٰ، کتب الٰہیہ جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے۔ نبوت حضرت محمد ﷺ بحیثیت خاتم النبیین جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ روز قیامت اور قرآن پاک وسنت کی جملہ مقتضیات و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔"

کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔ کہ بحیثیت صدر پاکستان میں اپنے

ں وکارہائے منصبی ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف ورعایت اور بلارغبت وعناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔ اور یہ کہ میں کسی شخص کی بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی نہ اطلاع دوں گا اور نہ اسے ظاہر کروں گا جو بحیثیت صدر پاکستان میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا بجز جبکہ بحیثیت صدر اپنے فرائض کی کما حقہ انجام دہی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو۔ اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے (آمین)

اب آیئے قائم مقام صدر سے متعلق آئین میں دیئے گئے طریقہ کار کی طرف۔ آرٹیکل 49 کی شق ایک میں یہ کہا گیا کہ اگر صدر کا عہدہ، صدر کی وفات، استعفیٰ، یا برطرفی کی وجہ سے خالی ہو جائے تو چیئرمین سینٹ یا اگر وہ صدر کے عہدے پر کارہائے منصبی ادا کرنے سے قاصر ہو تو قومی اسمبلی کا اسپیکر اس وقت تک قائم مقام صدر ہوگا جب تک آرٹیکل 41 کی شق تین کے مطابق کوئی صدر منتخب نہ ہو جائے۔ سب شق دو میں یہ کہا گیا ہے کہ جب صدر پاکستان سے غیر حاضری یا دیگر وجہ سے کارہائے منصبی ادا کرنے سے قاصر ہو تو چیئرمین سینٹ یا وہ بھی غیر حاضر ہو، یا صدر کے عہدے کے کارہائے منصبی انجام دینے سے قاصر ہو تو قومی اسمبلی کا اسپیکر صدر کے پاکستان آنے تک یا جیسی بھی صورت ہو اپنے کارہائے منصبی دوبارہ سنبھالنے تک انجام دے گا۔ آئین نے قائم مقام صدر کے طریقہ کار کو طے کر دیا ہے اسی لیے آج کل بھی کبھی فاروق نائیک بحیثیت چیئرمین سینٹ یا اسپیکر اسمبلی فہمیدہ مرزا صدارت کے فرائض انجام دیتی ہے یہ دونوں ہی قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھالتے ہوئے صدر کا آئین میں دیئے گئے حلف نہیں اٹھاتے اس سلسلے میں الیکشن کمیشن بھی دو سنگل ججز کے فیصلوں کو آڑ بنا کر کسی قسم کی کارروائی سے اجتناب برتتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آئین میں پائے جانے والے سقم کی بناء پر کسی وقت بھی غیر مسلم یا زندیق قادیانی بھی صدر کے فرائض انجام دیتے دکھائی دے گا اس سلسلے میں آپ قومی اسمبلی کے رکن اور سینٹ کے رکن منتخب ہونے کی اہلیت کا جائزہ لے سکتے ہیں تاہم اس میں ایک بات واضح ہے کہ قومی اسمبلی کی صورت میں رکن اسمبلی کی عمر پچیس سال ہو، سینٹ کی صورت میں عمر تیس سال طے کی گئی ہے اور سب سے پہلے عام انتخابات کے بعد ارکان اسمبلی، ڈپٹی اسپیکر، اسپیکر انتخاب کرتے ہیں اسی طرح سینٹ کے چیئرمین کا انتخاب عمل میں آتا ہے یہ دونوں ہی انتخاب کے بعد آئین میں دیئے گئے الفاظ میں اپنے حلف اٹھاتے ہیں دونوں کے حلف کے الفاظ یکساں ہیں۔ جس میں نہ تو یہ قرار دیا گیا ہے کہ ان کا مسلمان ہونا ضروری ہے اس لیے ان کے حلف میں یہ الفاظ بھی شامل نہیں کہ وہ وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تعالیٰ، کتب الٰہیہ قرآن پاک خاتم الکتب ہے۔ نبوت حضرت محمدؐ بحیثیت خاتم النبیینؐ، روز قیامت، قرآن وسنت کی جملہ متقضیات وتعلیمات پر ایمان رکھنا شامل ہوتا ہے چیئرمین سینٹ اور اسپیکر اسمبلی کے حلف کے الفاظ یہ ہیں:

"میں...... صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔ کہ میں اپنے فرائض وکارہائے منصبی ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف ورعایت اور بلارغبت وعناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میری مدد اور راہنمائی فرمائے۔ (آمین)"

ہم سمجھتے ہیں کہ صدر کے حلف کے الفاظ اسپیکر اسمبلی اور چیئرمین سینٹ کے حلف کے الفاظ کا موازنہ کیا جائے تو یہ بات بلاخوف تردید کی جا سکتی ہے کہ اسپیکر یا چیئرمین سینٹ کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور کوئی غیر مسلم بھی اسپیکر اسمبلی یا چیئرمین سینٹ منتخب ہو سکتا ہے۔ جبکہ آرٹیکل 255 میں یہ پابندی ہے کہ حلف اٹھانے سے پہلے منتخب شخص اپنے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ خطرناک سقم پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی کوئی نادیدہ قوت جو پہلے ہی وطن عزیز کو خطرات سے دوچار کئے ہوئے امریکہ کی غلامی کے راستے پر ڈالے ہوئے ہے۔ وہ ایک خاص ترکیب سے پاکستان میں غیر مسلم کو صدر کے عہدے پر فائز کر دے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر پارلیمان نے یہ ذمہ داری ادا نہ کی تو آنے والی نسلیں یقیناً پارلیمانی عمل پر نہ صرف متعجب ہوں گی کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعرے پر قائم ہونے والے ملک میں آئین میں اتنا بڑا نقص کیونکر چھوڑا گیا۔ ☆☆☆

حرام مال کے اثرات

مولانا محمد خالد غازی پوری

عصر حاضر کا انسان اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل اور روز مرہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کمائی کے سلسلے میں بہت سرگرم ہے' ہر آن کمائی کا بھوت اس پر سوار ہے' کمائی کے نت نئے طریقے ایجاد ہو رہے ہیں' معاشی میدان میں آگے بڑھنے کے لئے اخلاقی حدود کو پار کر لینا اب معیوب نہیں رہا ہے' بلکہ اب تو یہ خیال رائج ہوتا جا رہا ہے کہ تجارت میں فروغ دھوکا دہی کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے' جو تجارت میں اخلاقی اصولوں پر کار بند ہوگا وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

مسلمانوں میں بھی یہ احساس روز بروز بڑھتا جا رہا ہے' حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی غلہ منڈی میں ایک شخص کو گیہوں فروخت کرتے ہوئے دیکھا' آپ نے غلہ کے ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ اس ڈھیر کے اندر کا گیہوں بھیگا ہوا ہے اور اوپر سے خشک گیہوں ڈال دیا گیا ہے' یہ منظر دیکھ کر آپ نے ناگواری کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "من غش فلیس منا" (جو تجارت میں دھوکا دہی سے کام لے وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔

انسان یہ سمجھتا ہے کہ پیسہ کا حصول ہر ضرورت کی تکمیل ہے' لیکن ایسا نہیں ہے' پیسہ نہ ہر مرض کا علاج ہے اور نہ ہر درد کا مداوا' اللہ عزوجل کے یہاں آمد و خرچ دونوں کا حساب دینا ہوگا' دونوں مدوں کی تفصیل اللہ کے یہاں ریکارڈ ہے' اس میں کوئی تخلف بھی نہیں ہوسکتا' لیکن پھر بھی انسان کی آنکھ نہیں کھلتی' چند پیسوں اور معمولی جائیداد و زمین کے لئے کیسے کیسے خطرناک منصوبے بناتا ہے' قتل و خونریزی کرتا ہے' الزام تراشی کرتا ہے' جھوٹ اور جھوٹی گواہیوں کا سہارا لیتا ہے' اس سلسلے میں صحیحین میں ایک واقعہ درج ہے' جو بڑا عبرت آموز ہے:

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اُروی بنت اوس نے حاکم مدینہ مروان بن حکم کی عدالت میں حضرت سعید بن زیدؓ کے خلاف (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری فلاں زمین دبائی ہے' حضرت سعید بن زیدؓ کو اس جھوٹے الزام سے بڑا صدمہ ہوا' انہوں نے مروان بن حکم سے کہا کہ میں اس عورت کی زمین دبالوں گا؟ ناحق اس پر قبضہ کرلوں گا؟ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی سنا ہے کہ:

"جس شخص نے ایک بالشت زمین ازراہ ظلم لے لی تو اس زمین کو ساتوں زمینوں سمیت ہار بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔"

مروان نے کہا: اس کے بعد آپ سے کوئی گواہ اور ثبوت طلب نہیں کرتا' لیکن سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے وہ زمین اس عورت کو دے دی۔

اس کے بعد سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اس کی آنکھوں کی بینائی سے محروم فرما' اور اس کو اسی زمین میں ہلاک فرما۔ اس واقعہ کے راوی حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ بالآخر وہ عورت اندھی ہوگئی' اور ایک دن اس زمین سے گزرتے ہوئے اس میں موجود کنوئیں میں گر پڑی اور فوت ہوگئی۔"

حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ حرام مال چاہے جس طریقہ سے بھی حاصل کیا جائے' وہ وبال جان ہوتا ہے' اگر اس کمائی سے کوئی صدقہ کرے تو قبول نہیں' اور وارثوں کے لئے حرام مال جمع کرے تو وہ جہنم کا موجب ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"(جسم کا) وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا' جس کی نشوونما حرام مال سے ہوئی ہو اور ہر ایسا گوشت جو حرام مال سے پلا بڑھا ہو' دوزخ اس کی زیادہ حق دار ہے۔" (مشکوٰۃ ص:۲۴۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حرام مال کھانے والا جنت میں نہیں جائے گا' آج اس فتنے کے زمانے میں حلال و حرام کی تمیز ہی اٹھتی جارہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس سلسلہ میں کیسی تربیت فرمائی تھی؟ ذیل کے اس

واقعہ سے اس پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا' جو آپ کو خراج دیا کرتا تھا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی آمدنی کھایا کرتے تھے' ایک دن وہ غلام آیا اور ایک چیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا' اس پر اس نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ مال کیسا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ہی بتا یہ کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں' میں نے ایک آدمی کے سامنے اپنے آپ کو کاہن ظاہر کرکے دھوکا دیا تھا' جبکہ میں کہانت میں ماہر نہیں تھا' آج وہ آدمی مجھے ملا اور یہ چیز اس نے مجھے دی' جو آپ نے تناول فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کردی اور جو کچھ معدہ تک پہنچا تھا' اس کو نکال دیا۔

(مشکوٰۃ ص:۲۴۲)

اسی طرح امام مالکؒ اور امام بیہقیؒ نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: ایک مرتبہ کسی صاحب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دودھ پیش کیا' آپ نے اس کو نوش فرمایا' آپ کو دودھ بہت اچھا لگا تو دودھ پیش کرنے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ تم کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ فلاں گھاٹ پر میں گیا تھا' وہاں صدقہ اور زکوٰۃ کے جانور اونٹنیاں بکریاں وغیرہ تھیں' چرواہے ان کا دودھ نکال رہے تھے' اور لوگوں کو پلا رہے تھے' انہوں نے مجھے بھی دیا' میں نے اس کو اپنے برتن میں رکھ لیا' یہ وہی دودھ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو حلق میں انگلی ڈال کر قے کردی۔ (مشکوٰۃ ص:۱۹۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حرام مال کی نحوست سے محفوظ فرمائے اور حلال مال کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

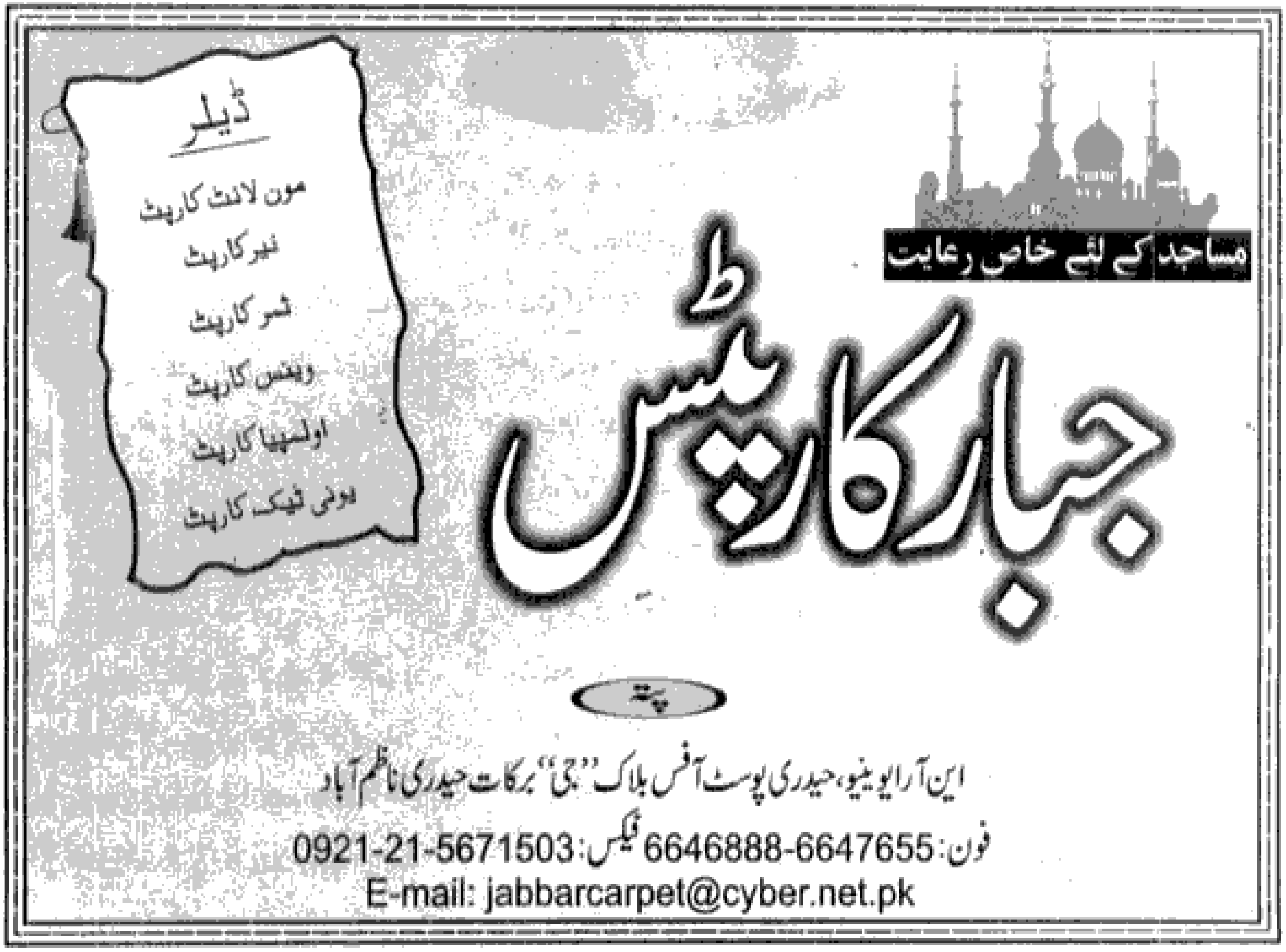

چار روزہ ردِ قادیانیت کورس حلقہ فیڈرل بی ایریا، کراچی

کراچی (رپورٹ: محمد قاسم احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ردِ قادیانیت اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے محاذ پر سب سے بڑی اور سرگرم جماعت ہے، جس کے اکابرین نے قادیان (بھارت) سے لے کر برطانیہ، جرمنی اور افریقہ تک اس فتنے کا تعاقب کر کے اس کی سرکوبی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اس جماعت کے تحت امت مسلمہ خصوصاً نوجوان نسل کو قادیانی جال سے بچانے کے لئے وقتاً فوقتاً ایسی تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے جو مسلمانوں کو قادیانیت کے خلاف دلائل و براہین سے مسلح کرنے کے لئے بنیادی اور کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ نئی نسل جو قادیانی شکاریوں کے لئے تر نوالہ ثابت ہوتی ہے اور ان کے ”نوکری و چھوکری“ والے کانٹے میں با آسانی پھنس جاتی ہے، اس کو محفوظ رکھنے کے لئے مجلس کے اکابرین ہمہ وقت فکرمند اور ایسی مجالس کے انعقاد میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

چنانچہ ان تابندہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے گزشتہ دنوں تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے موضوع پر عظیم الشان کورس کا اہتمام کیا گیا، جس کی میزبانی کا اعزاز مجلس کے سابق نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی نسبت سے معروف جامع مسجد فلاح (بلاک ۱۴، نصیرآباد، فیڈرل بی ایریا، کراچی) کو حاصل ہوا، دفتر ختم نبوت کراچی کے مبلغین اور حلقہ فیڈرل بی ایریا کے ساتھیوں کی فکر اور محنت سے اس کا انعقاد کیا گیا جس میں تقریباً پانچ سو سے زائد نوجوانوں اور اہل محلہ نے انتہائی ولولے، جوش اور جذبے کے ساتھ حصہ لیا اور اس کورس کو کامیاب بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

اس تربیتی کورس میں سامعین کے سامنے عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں، حیات ونزول مسیح علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان اور ختم نبوت سے متعلق دیگر عنوانات پر بحث کی گئی اور مفصل انداز میں روشنی ڈالی گئی۔ صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی دامت برکاتہم نے مکمل سرپرستی فرمائی۔ کورس کے شرکاء میں سینکڑوں کی تعداد میں ردِ قادیانیت سے متعلق مجلس کا شائع کردہ مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کے عنوان پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت کو مدلل و مبرہن انداز میں بیان کیا۔

حیات ورفع ونزول مسیح علیہ السلام کے موضوع پر صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ کا تفصیلی خطاب ہوا، جس میں مدلل انداز میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا گیا اور آپ کے رفع و نزول پر بھی مفصل گفتگو ہوئی جس سے قادیانیوں کی اس عقیدہ سے متعلق باطل تاویلات کے تار و پود بکھر گئے اور عوام پر مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کی حقیقت آشکارا ہوئی۔

ظہور سیدنا مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مدرسہ زکریا الخیریہ کے استاذ مفتی غلام مجتبیٰ صاحب نے گفتگو فرمائی۔ آپ نے حضرت مہدیؒ سے متعلق احادیث میں وارد آپ کی نشانیوں اور مسلمانوں کے عقیدے پر بحث کی اور اس کے مقابل مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مہدویت کا اپنے مخصوص انداز میں رد فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے خطاب میں ختم نبوت سے متعلق کئی موضوعات پر گفتگو کی۔ تحاریک ختم نبوت، شہدائے ختم نبوت اور اس میدان میں علمائے حق کی قربانیوں کا ذکر فرمایا، انہوں نے نوجوانوں کو اس مشن سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ساری زندگی وقف کرنے کی دعوت دی، جس پر سارے مجمع نے جوش و جذبے کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ زندگی کے آخری سانس تک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے نبوت کا تحفظ کریں گے اور فتنہ قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

آخر میں قاضی صاحب نے شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے اور پھر دعا فرمائی۔ اس طرح یہ چار روزہ کورس اختتام پذیر ہوا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس مبارک کورس کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت بخشے اور ہمیں ایسی مجالس کے انعقاد، ان میں شرکت اور ان سے استفادے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ اللہ ہمیں اس مشن کے ساتھ تادم حیات وابستہ رکھے۔ آمین۔ ☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

توہین انبیاؑ اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا مفتی محمد اکرم بستوی

حضرات انبیاؑ کرام علیہم السلام کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جسے خالق کائنات انسانیت کی ہدایت، صراط مستقیم کی تلقین اور گم کردہ راہ لوگوں کو زیغ وضلال کی عمیق کھائی اور کفر وعصیان کے بھنور میں پھنسے لوگوں کو شیطانی نرغے سے نکال کر نور وہدایت، فوز وفلاح سے ہمکنار کرنے کے لئے بھیجتا رہا ہے، وہ معصوم عن الخطا والذنوب ہوتے ہیں بلکہ یوں کہہ لیا جائے کہ معصومیت ان کے لوازم حال ہے، وہ اللہ کی وحی کے حامل اور اس کے مبلغ ہوتے ہیں، ہر طرح کے مصائب و آلام برداشت کرکے بلافرق ایک ذرہ پیغام الٰہی مخلوق تک پہنچاتے ہیں، جو اللہ رب العزت کے نہایت ہی محبوب پیامبر عدل وانصاف، عفو وحلم، محبت وآشتی کے پیکر ہوتے ہیں، جن کے مقدس نام پر رہتی دنیا تک کے سعید الفطرت انسان درود وسلام بھیجتے رہیں گے، اللہ رب العزت نے ان کی اطاعت وفرمانبرداری کو درحقیقت اپنی اطاعت وفرمانبرداری قرار دیا ہے اور ان کی نافرمانی اور تمسخر واستہزا کو اپنی ناراضگی کا سبب اور جہنم کی وعید کا حکم سنایا ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

”ذلک جزائهم جهنم بما
كفروا واتخذوا آياتي ورسلي
هزوا۔“ (الکہف:۱۰۶)

چنانچہ سورۂ حجرات میں جماعت مسلمین کو حضرت نبی آخرالزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وتقدس، ادب واحترام کو ملحوظ رکھنے اور آپ کی شان مبارک میں دانستہ ونادانستہ گستاخی وتوہین اور دل آزاری سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے:

”یا ایها الذین آمنوا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی ولا
تجهروا له بالقول کجهر بعضکم
لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا
تشعرون۔“ (الحجرات:۲)

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد حضرات صحابہ کرام کی وہ قدسی جماعت جسے رضامندی کا سرٹیفکیٹ اور سند خود باری عزاسمہ نے دے رکھی ہے، کا یہ عالم ہوگیا کہ خیر الخلائق بعد الانبیا بالتحقیق خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ آستانۂ نبوی میں حاضر ہوکر عرض فرما ہوئے کہ یارسول اللہ فداہ ابی وامی، قسم ہے کہ اب مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہے اور حضرت عمر فاروقؓ اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض دفعہ دوبارہ پوچھنے کی نوبت پیش آجاتی اور ایک دیگر صحابی رسول حضرت قیس بن ثابتؓ جو طبعی طور پر بلند آواز تھے یہ سن کر بہت ڈرے اور روئے اور اپنی آواز پست کرلی۔

فخر موجودات، خلاصہ کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اس دنیا میں معلم بنا کر بھیجے گئے، آپ نے امت کو صاف لفظوں میں تعلیم دی کہ نہ حضرات انبیاؑ کرام کی توہین کی جائے اور نہ ہی ایک کو دوسرے پر فضیلت دی جائے، اس لئے کہ اس میں تنقیص کا احتمال ہے، آپ فرماتے ہیں:

”لا تفضلوا بین انبیاء اللّٰه“

(مشکوٰۃ شریف)

انبیاؑ اللہ میں آپس میں فضیلت مت دو، مبادا یہ فعل توہین کا رنگ پکڑ جائے، اس لئے شارع علیہ السلام نے اس کے دروازے کو ہی مسدود کردیا۔

چنانچہ ”اشداء علی الکفار رحماء بینهم“ کی حقیقی مصداق سمجھی جانے والی جماعت کا یہ خیال اور

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

نظریہ تھا کہ اگر کوئی شخص حضرات انبیاؑ کرام کی مقدس، پاک طینت و پاک باز جماعت کو گالی دیتا ہے یا بُرا بھلا کہتا ہے تو ایسا شخص واجب القتل ہے جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ ”الصارم المسلول“ کے ص:۲۸۸ پر لکھتے ہیں:

”شانِ نبوی میں نازیبا کلمات کہنے والے ایک شخص کو خدمت فاروقی میں حاضر کیا گیا، آپؓ نے اس کو قتل کرنے کے بعد بصیغہ وجوب لوگوں کے سامنے ایک جامع دستاویز پیش کی کہ ایسے مجرم اور توہین انبیاؑ کے مرتکب لوگوں کا بدلہ قتل ہی ہوسکتا ہے، آپؓ نے فرمایا:

”من سبّ اللّٰہ تعالیٰ أو سبّ احداً من الانبیاء فاقتلوہ۔“

کتب عقائد میں بھی اس بات کی واضح تعلیمات اور ہدایات موجود ہیں کہ حضرات انبیاؑ کرام علیہم السلام کی امانت و دیانت میں شک کرنا، فواحش کو ان کی طرف منسوب کرنا، انہیں گالی دینا اور ان کی توہین و تنقیص کرنا یا ان سے برأت کا اظہار کرنا، یہ تمام چیزیں اسلام کے باغ بہاراں سے نکالنے اور کفر و زندقہ کی خزاں رسیدہ فضا میں پہنچانے کے لئے کافی وافی ہیں۔“

(شفا، الاشباہ والنظائر، تحفہ شرح منہاج)

”چشمہ معرفت“ نامی کتاب میں خود مرزا غلام احمد بھی توہین انبیاؑ کے مجرم کو کافر گردانتے ہوئے مذہب اسلام سے خارج اور کفر میں داخل مانتے ہوئے لکھتا ہے:

”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت اور موجب نزول غضب الٰہی ہے۔“

(چشمہ معرفت روحانی خزائن ص:۳۹۰، ج:۲۳)

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

”اور لوگ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر و خوبی کے متعلق استفسار کیا کرتے تھے لیکن میں شر اور فتنہ کی نسبت دریافت کیا کرتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے اس میں مبتلا ہونے کا خطرہ تھا، ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم جاہلیت کے تاریک ترین دور میں بڑے زیاں کار تھے، خدائے ذوالمنن نے ہمیں نعمت اسلام سے سرفراز کیا، لیکن یہ تو فرمایئے کہ اس خیر و برکت کے بعد جو کہ ہمیں حاصل ہے کوئی فتنہ تو رونما نہیں ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

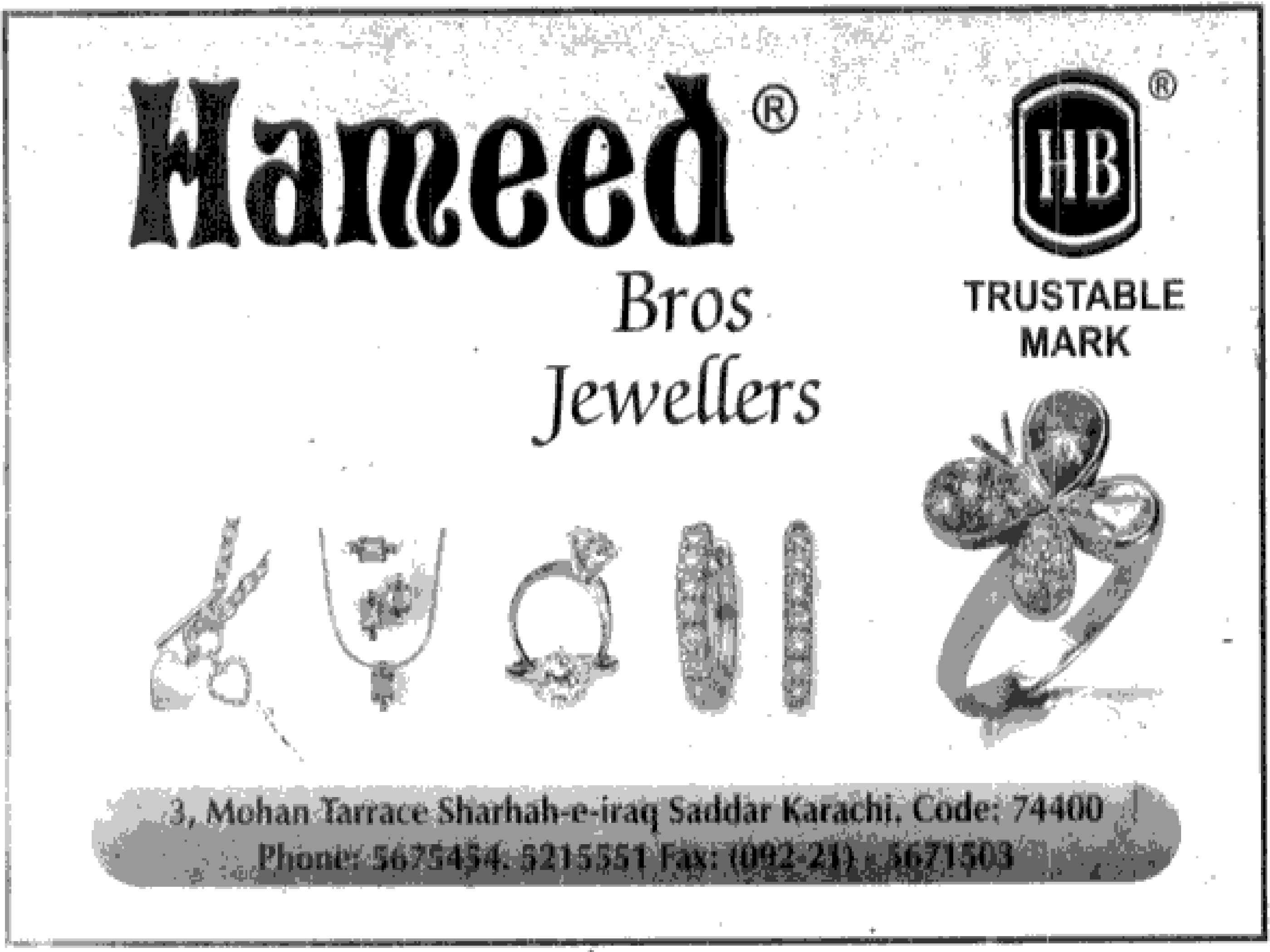

فرمایا: بے شک ہوگا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس فتنہ کے بعد کوئی بھلائی عرصہ ظہور میں آئے گی؟ فرمایا: ہاں! لیکن اس میں کدورت ہوگی، میں نے پوچھا کدورت کس قسم کی ہوگی؟ فرمایا: ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو میری راہ ہدایت سے منحرف ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کریں گے، جو شخص ان کی بات پر کان دھرے گا اور عمل پیرا ہوگا اسے جہنم واصل کر کے چھوڑیں گے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: وہ ہماری قوم میں سے ہوں گے (مسلمان کہلائیں گے) ان کا ظاہر تو علم وتقویٰ سے آراستہ ہوگا، مگر باطن ایمان و ہدایت سے خالی ہوگا۔" (بخاری شریف)

آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق نت نئے انداز میں جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت، مسیحیت و مہدویت رونما ہوتے رہے ہیں اور بظاہر سب نے قرآن وحدیث سے استدلال کیا ہے لیکن بعید اور لچر تاویلیں کر کے ان کے مفہوم کو بدل ڈالا۔

چنانچہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کے قادیان نامی غیر متعارف و مشہور گاؤں میں غلام مرتضیٰ، ماں چراغ بی بی عرف گھسیٹی کے گھر ایک غیر معمولی بچہ پیدا ہوتا ہے جو سندھی بیگ کے نام سے منسوب ہو کر غلام احمد کہلاتا ہے جو ایک طرف اپنے پیش رو، مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا کان کترتا ہوا نظر آتا ہے تو وہیں دوسری طرف اسود عنسی، طلیحہ اور دیگر مدعیان نبوت و رسالت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرتے ہوئے اور ان کے پروں کو کاٹنے کے لئے ان کے پیچھے قینچی لے کر رواں دواں نظر آتا ہے۔ اس نے ایک ایسی دکان کھولی جسے دیکھ کر شیطان بھی شرمندہ ہو جاتا ہے اور توہین انبیا کا ایک ایسا انوکھا باب ایجاد کیا، جسے پڑھ کر اور سن کر ہر وہ شخص شرمسار اور انگلی کو دانت کے نیچے رکھے بغیر نہیں رہ سکتا، جسے اللہ تعالیٰ نے ذرا برابر بھی حس اور عقل و خرد سے حصہ دے رکھا ہوگا۔

اب ہم ذیل میں کرشن قادیانی مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ہی کتابوں سے توہین انبیاؑ کے چند گھناؤنے پہلو "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، جن سے ہر قاری کے لئے دو اور دو چار کی طرح یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ مالیخولیا اور مراقی نبی کے زبان وقلم سے خدا کے انتہائی برگزیدہ اور عظیم بندوں کے سینے کس طرح چھلنی ہوئے ہیں اور قادیانی مشین گن سے کس طرح گولیاں برسائی گئی ہیں:

اہانت حضرت نوح علیہ السلام:

"خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی خزائن ص:۵۷۵، ج:۲۲)

اہانت حضرت موسیٰ علیہ السلام:

"موسیٰ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے۔" (نور القرآن خزائن ص۳۵۲، ج:۹ حاشیہ)

اہانت حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

ا:... "مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ ج:۳، ص:۲۳، ۲۴)

۲:... "مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا۔" (الحکم ۲۱ رفروری ۱۹۰۲ء)

۳:... "ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی... یہ بھی یاد رہے آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"

(انجام آتھم خزائن ۲۸۹ در حاشیہ ج:۱۱)

۴:... "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا، مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی، آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنا ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

(انجام آتھم روحانی خزائن ص:۲۹۱، ج:۱۱) ☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

مجھے یاد آرہا ہے درِ مصطفیٰ ﷺ پہ جانا

مجھے یاد آ رہا ہے درِ مصطفیٰ ﷺ پہ جانا
مرے خواب آرزو کا وہ حقیقتوں میں آنا

جو طلب تھی مل رہا تھا، یہ کرم نہیں تو کیا تھا
کہ ہر اک کو دے رہے تھے وہ بدستِ غائبانہ

یہ پکار ہو رہی تھی کہ سوال کرنے والو!
کوئی رہ نہ جائے خالی، جو طلب ہو، لے کے جانا

میں سناؤں کیسے لوگو! درِ مصطفیٰ کی باتیں
یہ خدا کرے کہ تم بھی، کبھی جاکے دیکھ آنا

جو گناہگار جائے وہ سند وہاں سے پائے
وجبت لہ شفاعت، ہے کرم کا کیا ٹھکانہ

جو نہ در پہ ان کے جاتے، جو نہ طیبہ دیکھ آتے
تو ادیبؔ کیا سناتے، یہ کلام عارفانہ

ادیب رائے پوری

سسکیاں لیتے بڑی مشکل سے آئے ہیں

مقدر نے اٹھایا، اٹھ تو اس محفل سے آئے ہیں
ہمیں جانے ہیں کیسے آئے ہیں، کس دل سے آئے ہیں

غم محمل نشیں میں ڈوب کر محمل سے آئے ہیں
یہ آنسو آنکھ سے آئے نہیں ہیں، دل سے آئے ہیں

سسکتے سسکیاں لیتے بڑی مشکل سے آئے ہیں
یہ کس جانِ جہانِ درد کی محفل سے آئے ہیں

کسی محفل میں جی لگتا نہیں بس دل یہ چاہے ہے
اسی محفل میں واپس جائیں جس محفل سے آئے ہیں

پکار اٹھے ہیں سب سن کر یہ نعتِ سرورِ عالم ﷺ
یہ چند اشعار ہی آئے ہیں لیکن دل سے آئے ہیں

پروفیسر کلیم احمد عاجز، پٹنہ

Regd. SS-160

عقیدۂ ختم نبوت کی سر بلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجیے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔

☆...... یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆...... تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

☆...... اندرون و بیرون ملک 50 دفاتر و مراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆...... لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہانہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆...... چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆...... ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔

☆...... ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆...... اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکا میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

☆...... افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے 30 ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4783486، 061-4583486
اکاؤنٹ نمبر: 3464 - UBL حرم گیٹ برانچ ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی
021-32780337, 021-34234476, Fax:021-32780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ